زحرف
از قلم فاطمہ ادریس
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

زخرف

از قلم

فاطمہ ادریس

www.novelsclubb.com

زخرف از قلم فاطمہ ادریس

قسط نمبر ۳:

اس نے نل کھولا تو پانی سفید دھاری کی صورت سنک میں گرنے لگا۔اس نے دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر اسے چہرے پر چھڑکا۔ سر اٹھا کر پورے واش روم کا جائزہ لیا۔ایک کونے میں روشن دان تھا جسے لوہے کی سلیٹ کے ساتھ بند کر دیا گیا تھا۔زخرف گھومتے سر کے ساتھ دیوار کا سہارا لے کر سنک پر چڑھی اور اس سلیٹ کو چھٹنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن وہ بے حد مضبوطی سے کیلوں کے ساتھ فٹ کی گئی تھی۔ وہ سب کوششیں کر کے واپس کمرے میں آگئی۔ باہر کچھ مردوں کی آوازیں دور کہیں سے سنائی دے رہی تھیں۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کھڑکی کی جانب بڑھی۔ کھڑکی باہر سے لاک تھی اور کھڑکی کا شیشہ ایسا تھا کہ وہ اس کے پار نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ کھڑکی کو چھوڑ کر الماری تک آئی اور اسے کھولا۔ الماری میں

www.novelsclubb.com

صرف دو مردانہ سوٹ ٹنگے تھے۔اس نے الماری بند کی اور بے بسی سے سارے کمرے میں نظر دوڑائی۔یک دم اسے کچھ بھاری قدم دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے محسوس ہوئے۔مردوں کی بھاری آوازیں اب قریب آرہی تھیں۔

....

دروازہ کھلا اور دو مرد کمرے میں داخل ہوئے۔وہ دکھنے میں ہٹے کٹے تھے۔ایک کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔انہوں نے کمرے میں قدم رکھا تو سامنے کمرہ بلکل خالی تھا۔

"کہاں ہے وہ،واش روم میں دیکھ۔"جس کے ہاتھ میں ٹرے تھی وہ دوسرے سے مخاطب ہوا۔دوسرے آدمی نے آگے بڑھ کر واش روم کا دروازہ بجایا جو کہ بند تھا۔اس نے کئی بار دستک دی لیکن اندر سے کوئی جواب نا آیا۔

"اے لڑکی باہر آجاو،اندر چھپنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔"کوئی جواب نہیں۔

دوسرے آدمی نے کھانے کی ٹرے ایک طرف رکھی اور دروازے تک آیا۔

www.novelsclubb.com

"لڑکی، یہ سب ناٹک کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ باہر آ جلدی۔" اندر بلکل سناٹا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"خود باہر آجاورنہ میں دروازہ توڑ دوں گا۔" مکمل خاموشی۔ اس آدمی نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو وہ کھل گیا۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اندر واش روم بلکل خالی تھا۔ اس کی نظر روشن دان پہ پڑی۔ اس پر لگی لوہے کی سلیٹ بلکل پہلے جیسی ہی تھی۔ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹی تھی۔ وہ باہر کو بھاگا۔

"اندر لڑکی نہیں ہے، جا کر بھائی جان کو بلا کر لا۔" دوسرا آدمی فوراً باہر کو بھاگا۔ وہ وہی کھڑا کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ یک دم اس کی نظر الماری پر پڑی۔ وہ قدم قدم چلتا الماری تک آیا۔

"نا کھڑکی کھلی ہے اور نا ہی روشن دان۔ ضرور یہیں چھپ کر بیٹھی ہو گی۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔ اس نے دھیرے سے الماری کے ہینڈلز پر ہاتھ رکھا اور جھٹ سے دونوں پٹ کھول دیے۔ ایک دم اس کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔

www.novelsclubb.com

الماری میں ٹنگے دو سوٹ اسے منہ چڑا رہے تھے۔اس نے غصے سے الماری بند کی۔ بھگدڑ سی مچی اور کافی لوگ بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔

"گامے ؟کہاں گئی وہ لڑکی۔"ایک آدمی جس کی گردن اور بازوں موٹی زنجیروں کی طرز پہ بنی چینوں سے بھری تھی اس آدمی سے مخاطب ہو کر بولا۔

"بھائی مجھے تو خود سمجھ نہیں آ رہی۔یہ کھڑکی بھی بند۔۔۔"

"بکواس بند کرو۔ایک لڑکی نہیں سنبھلی تم لوگوں سے کمینوں۔باہر بھاگو،زیادہ دور نہیں گئی ہو گی وہ۔"سب آدمی فوراً باہر کو بھاگے۔

"لیکن بھائی جان۔۔۔"گامے نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن دوسرے نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"جلدی چل گامے مجھے وہ لڑکی ہر حال میں چاہیے۔"زور سے گرجا۔وہ دونوں بھی باہر کو بھاگ گئے۔اب کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔یہاں تک کے کسی کے سانس لینے کی بھی آواز نہیں آتی تھی۔کچھ لمحے گزرے اور پھر بلی کی طرح کسی نے

www.novelsclubb.com

بیڈ کے نیچے سے سر باہر نکالا اور ادھر ادھر جھانکا۔ بیڈ کے نیچے جگہ اتنی تنگ تھی کہ یہ سوچنا بھی مشکل تھا کے نیچے کوئی گھس سکتا ہے۔ وہ بمشکل خود کو بچاتی باہر نکلی۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ بغیر چاپ کے چلتی دروازے تک آئی اور سر باہر نکال کر جھانکا۔ باہر کوئی نہیں تھا، یقیناوہ سب جا چکے تھے۔ وہ ننگے پیر چلتی باہر آئی۔ وہاں بڑا سالاونج تھا۔ ٹیبل پر بہت سارے گندے برتن پڑے تھے۔ زمین پر جگہ جگہ آدھے پھونکے سگریٹ گرے تھے۔ ایک طرف دروازہ تھا، وہ اس طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور اسی لمحے اسے اپنے پیچھے ایک آہٹ محسوس ہوئی۔ یک دم اس کے سر پر لوہے جیسی کوئی بھاری چیز لگی۔ کسی بے حد سخت ہاتھ نے اسے بازوں سے پکڑ کر صوفے پر دھکا دیا۔ اسے کچھ لمحے سمجھ نا آئی، پھر سمجھ آئی تو اس کے سامنے ایک ہٹا کٹا آدمی کھڑا تھا۔ وہ گاما تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا جو شاید اس نے زخرف کے سر پر مارا تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی رائفل پکڑے کھڑا تھا۔

"مارے ساتھ چالاکی کر رہی تھی؟" وہ ایک ایک قدم زخرف کی جانب بڑھنے لگا۔

زخرف صوفے پر پیچھے کو ہٹتی گئی۔

"اوئے جبیر، سب کو بتادے۔ماری بلبل یہیں ہے، کہیں نہیں گئی۔بس ہمارے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔" خود ہی اپنی بات پر قہقہہ لگایا۔

"فون کر دیا ہے میں نے گامے بھائی۔" رائفل والا آدمی بولا۔

"کون ہو تم لوگ؟" وہ اندر سے بے حد خوفزدہ تھی لیکن پھر بھی ہمت کر کے للکارنے والی آواز میں بولی۔وہ زخرف کے بلکل قریب پہنچ چکا تھا۔اس نے اسے بازوں سے پکڑ کر اپنے قریب کھینچا اور تبھی زخرف نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا۔وہ اس کے لیے تیار نہیں تھا، دو قدم پیچھے ہٹا اور پھر اگلے ہی لمحے چنگھاڑتا ہوا اس کی جانب آیا اور اسے بالوں سے دبوچ لیا۔درد شدید تھا لیکن وہ چیخی نہیں بلکہ اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپیٹ دیے اور اپنے ناخن اندر دھنسانے لگی۔اسی لمحے سب آدمی بھاگتے ہوئے اندر آئے۔ان میں جو انکا باس تھا وہ دوڑ کر قریب آیا۔دونوں کو ایک دوسرے سے چھڑوایا اور گامے کو دور دھکا دیا۔

www.novelsclubb.com

"پاگل ہو گیا ہے گامے۔ہاتھ کیوں اٹھا رہا ہے، ابھی پیچھے سے کوئی آرڈر نہیں آیا۔"

"اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے بھائی، میں چھوڑوں گا نہیں اس کو۔" وہ پھر سے زخرف کی جانب بڑھنے لگا، لیکن دوسرے نے اسے پکڑ لیا۔

"مارنا کھالی، ہوش میں رہ۔اور تم باقی لوگ تماشہ کیا دیکھ رہے ہو، لڑکی کو بند کرو اندر۔" دو لڑکے فوراً زخرف کی طرف بڑھے جو سہمی سی ان سب کو دیکھ رہی تھی۔

"مجھے ہاتھ مت لگانا میں خود چلوں گی۔" اس کی نظریں گامے پر تھیں جو قہر آلود آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

....

کچھ دیر بعد وہ پھر سے اسی کمرے میں بند تھی۔وہ بیڈ پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی، آنسوں ٹپ ٹپ گرتے کپڑوں میں جذب ہو رہے تھے۔اس کے پیروں کے قریب کھانے کی ٹرے پڑی تھی جسے اس نے چھوا تک نا تھا۔اسے بھوک پیاس کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔اس نے سر اٹھا کر ڈبڈبائی آنکھوں سے پورے کمرے میں نظر دوڑائی۔یہاں سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔اس کا دل عجیب سے خوف سے بھر رہا تھا۔اس دروازے کے پار بہت سے مرد تھے،اور وہ وہاں ان میں اکیلی تھی۔انہوں نے اسے کیوں اغوا کیا تھا؟وہ اس سے کیا چاہتے تھے؟اس نے بیڈ کی ٹوہ سے ٹیک لگالی۔ہاتھ دونوں کنپٹیوں پر رکھ لیے۔مائگرین کی درد اتنی بڑھ گئی تھی کہ اسے لگ رہا تھا کہ سر پھٹ کر دو حصوں میں بٹ جائے گا۔اس نے سب خیالوں کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی۔وہ بھولنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں ہے، باہر کون ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں تھا۔وہ صرف ذہن سے جھٹک کر اس حقیقت کو نہیں مٹا سکتی تھی کہ وہ کہاں پھنس چکی ہے۔تکلیف کی حالت میں اسکا ذہن ہمیشہ ماضی

www.novelsclubb.com

کے کھنڈرات میں بھٹکنے لگتا تھا۔اب بھی اس کا ذہن ماضی کے ایک تکلیف دہ دن پر اٹک گیا۔

اس نیلے زنگ آلود دروازے والے گھر میں شور سا مچا تھا۔سب لوگ شادی پر جانے کے لیے بھاگ دوڑ میں لگے تیار ہو رہے تھے۔

"امی میرا جوتا کہاں ہے؟" فیضی اپنے کمرے سے چلایا۔

"زخرف اٹھ کر فیضی کو جوتا ڈھونڈ کر دے۔" فرزانہ جو خود تیار ہو رہی تھی کمرے سے اونچی آواز میں بولی۔زخرف کچن میں سنک کے پاس کھڑی تھی۔نل کھلا تھا اور وہ اس کے نیچے ہاتھ کیے پانی سے کھیل رہی تھی۔سنک گندے برتنوں سے بھرا ہوا تھا۔فیضی کچن میں آیا اور اسے دیکھا۔

"تم نے سنا نہیں امی نے کیا کہا ہے، میرا جوتا ڈھونڈو۔" وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔وہ منہ بسور کر واپس باہر چلا گیا۔

"امی وہ نہیں سن رہی ہے تو خود ڈھونڈ کر دے۔"

"اس کا پھر دماغ خراب ہو گیا۔" فرزانہ غصے سے فیضی کے کمرے میں گئی، اس کا جوتا ڈھونڈ کر دیا اور آگ بگولہ ہوئی کچن میں آئی۔ زخرف ابھی بھی نل کے نیچے ہاتھ کیے کھڑی تھی۔ انہوں نے اسے بازوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

"کیا ڈرامہ شروع کر دیا ہے پھر سے؟ اور یہ برتن کیوں نہیں دھو رہی؟" کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"نہیں دھووں گی۔" زخرف ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

"ایک میرا تھپڑ پڑا نا تو سیدھی ہو جائے گی تو۔"

"مجھے بھی شادی پر جانا ہے۔" ویسے ہی آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی۔ باہر سانیا جو صحن میں کھڑی تھی اس نے اونچی سا قہقہہ لگایا۔

"تمہارے جیسے لوگ شادیوں پر برتن دھوتے ہیں۔" اپنا کامدار ڈوبٹا سیٹ کرتی ہوئی بولی۔ اس نے نارنجی رنگ کا پیروں تک آتا فراک پہن رکھا تھا۔

"بہت ہی بری لگ رہی ہو تم ان کپڑوں میں۔" زخرف نے نحوست سے اس کے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"امی میں بتا رہی ہوں، منہ توڑ دوں گی میں اسکا۔" سانیا ایک دم چلائی۔

"چل بہت بکواس کرنی آتی ہے تجھے، برتن دھو۔" فرزانہ نے اسے پھر سنک کی طرف دھکیلا۔ زخرف نے سنک سے ایک برتن اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخا۔

"کہا نا نہیں دھوؤں گی۔" بولی تو برتن سے زیادہ گرج اس کی آواز میں تھی۔ فرزانہ نے اس کی حرکت پر ہونٹ بھینچے۔ اسے بازوں سے دبوچا اور صحن میں کھینچ کر لائی۔ کچن کے ساتھ ایک چھوٹا سا سٹور روم تھا جو کہ ناکارہ سامان سے بھرا ہوا تھا۔ فرزانہ نے اسے سٹور کے اندر دھکیل کر باہر سے کنڈی لگا دی۔

"اب سارا دن اندر بند رہے گی نا تو خود ہی دماغ ٹھکانے آجائے گا۔" اسی لمحے دادی وہیل چیئر گھسیٹتی کمرے سے نکلیں۔

www.novelsclubb.com

"فرزانہ کیوں اس ننھی جان پر اتنا ظلم کرتی ہو۔ باہر نکالو اسے میں برتن دھو دوں گی۔"

"آپ تو رہنے ہی دیں، آپ ہی نے سر پر چڑھایا ہے اتنا۔" اس نے سٹور کے باہر دوسرا تالا لگا دیا تاکہ دادی اسے کھول کر باہر نا نکال سکیں۔

کچھ دیر بعد گھر میں سناٹا تھا۔ وہ سب جا چکے تھے۔ دادی صحن میں سٹور روم کے قریب ہی وہیل چیئر پر بیٹھی تھی، اندر زخرف زمین پر بیٹھی دیوار پر کھرچتی ہوئی کچھ لکھ رہی تھی۔ آس پاس ٹوٹا پھوٹا فرنیچر پڑا تھا اور بمشکل صرف بیٹھنے کی ہی جگہ تھی۔

"کتنی دفعہ کہاں ہے میں نے تمہیں، بھاگ جاو یہاں سے، اپنے باپ کے پاس چلی جاو۔ پتہ نہیں کیوں اس عورت کے ظلم سہتی رہتی ہو؟" وہ نم آنکھوں سے سٹور روم کے دروازے کو دیکھتی ہوئی بولیں۔

"شادی پر بریانی بھی ہو گی نا دادی؟ مجھے بھی کھانی تھی۔"

"تم کہو تو میں وقار سے مدد لے لوں زخرف۔وہ تمہیں مرجان خان تک پہنچادے گا۔"

"ایک دن جب میں بہت سارا پیسہ کمالوں گی نادادی تو دیکھنا میں سانیا سے بھی بہت اچھے کپڑے پہنوں گی اور کھانا؟ کھانا تو میں بڑے بڑے ہوٹلوں سے کھایا کروں جیسے امیر عورتیں کھاتی ہیں۔"وہ ان کی بات مکمل طور پر نظرانداز کر کے بولی۔دادی نے افسوس سے بند دروازے کو دیکھا جس کے اس پار وہ بند تھی۔ فرزانہ باہر کا دروازہ بھی لاک کر گئی تھی تا کہ وہ کسی اور سے بھی مدد نامانگ سکیں۔

"مجھے تو تمہارے مستقبل سے خوف آتا ہے۔کیا بنے گا تمہارا۔اگر میں خود چلنے کے قابل ہوں تو یوسف کے دروازے پر چلی جاوں۔"دیوار پہ چلتے زخرف کے ہاتھ رکے۔اس نے ماتھے پر بلوں کے ساتھ دروازے کو دیکھا۔

"اگر آپ نے ایسا کچھ کرنے کا سوچا بھی تو میں دوبارہ آپ سے کوئی بات نہیں کروں گی۔خودکشی کرلوں گی یا کسی کا قتل۔"کہہ کر پھر سے ناخن دیوار پر کھرچنے لگی۔اس کے ہاتھ دیوار پر یوسف مرجان لکھ رہے تھے۔

"کیا تمہارا دل نہیں چاہتا ان سب تکلیفوں سے آزاد ہو جاو؟" دادی کے بوڑھے ہاتھ تسبیح کے دانے گرا رہے تھے اور ان کی بوڑھی آنکھیں رنجیدگی سے دروازے پر ٹکی تھیں۔

"اور آزاد ہو کر کہاں جاوں؟ اس شخص کے پاس جس نے مجھے ایسے ہی سڑک پر کسی آدمی کی گود میں ڈال دیا؟ وہ بھی جلاد ترین انسان کی۔ سوری وہ آپ کا بیٹا ہے لیکن ہے جلاد ہی۔"

"لیکن تم یہ تو نہیں جانتی ناز خرف کے اس نے ایسا کیوں کیا۔"

"مجھے جاننا بھی نہیں ہے۔ میرا اس دنیا میں ایک ہی گھر ہے اور وہ یہ ہے۔ چاہے انعام اللہ اور فرزانہ دنیا کے جلاد ترین انسان ہی کیوں نا ہوں لیکن مجھے اپنے گھر میں رہنے دیتے ہیں۔ گھر سے نکال بھی دیں تو دوبارہ واپس بھی آنے دیتے ہیں۔ اور ویسے بھی تھوڑے ہی عرصے کی بات ہے۔ جب میں امیر ہو جاوں گی تو اس سب سے بہت دور چلی جاوں گی۔" وہ یوسف مرجان لکھ کر زور زور سے اس پر ناخن کھرچتی اسے مٹانے لگی۔

www.novelsclubb.com

کچھ ہی دیر میں سورج ڈوب گیا۔اب اس صحن میں ہلکا ہلکا اندھیرا چھا گیا تھا۔وہ اندر بیٹھی اونچی اونچی رو رہی تھی۔دادی اس دروازے کے ساتھ سر ٹکائے اسے تسلیاں دے رہی تھیں۔

"مجھے بھوک لگی ہے، مجھے کھانا کھانا ہے۔" وہ اپنے ہاتھوں سے زور زور سے دروازہ پیٹ رہی تھی۔

"صبر کرو میری بچی۔وہ لوگ واپس آتے ہی ہوں گے۔میں فرزانہ کی منت کر کے دروازہ کھلوا دوں گی۔اگر کچھ کھانے کو نا دیا فرزانہ نے تو میرے پاس پیسے ہیں میں فیضی سے کچھ منگوا دوں گی۔"

"مجھے نہیں پتہ، مجھے نہیں پتہ دروازہ کھولیں۔مجھ سے اور نہیں بیٹھا جا رہا یہاں پر۔ اللہ کو بھی کیا صرف میں ہی ملی ہوں سارے ظلم کے پہاڑ توڑنے کے لیے۔کیوں وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہی ایسا کرتا ہے۔" اب وہاں سکون سے بیٹھی ہوئی لڑکی کی جگہ کوئی چھوٹی سی بلا تھی۔جو پوری قوت سے دروازے کو پیٹ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایسے نہیں کہتے زخرف۔اللہ تو بہت رحیم ہے۔اپنے منہ سے ایسے الفاظ نا نکالا کرو"

"نہیں ہے وہ رحیم،وہ رحیم ہوتا تو مجھ پر اتنا ظلم نا ہونے دیتا۔"

"ایسے الفاظ منہ سے مت نکالو زخرف۔ظلم انسان کرتے ہیں،وہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔وہ تو بچانے والا ہے،لوگوں کے شر سے۔تم نے کبھی اس کو آزمایا ہی نہیں۔"

"مجھے نہیں پتہ دادی،مجھے بھوک لگی ہے۔"اس نے دروازے کے ساتھ سر ٹکا لیا۔

"اللہ کو یاد کرو،وہ دل کو سکون دے دیتا ہے۔"

"پتہ نہیں آپ اس پر اتنا کیوں بھروسہ کرتی ہیں۔میری تو کبھی مدد نہیں کرتا وہ۔" اب کے دھیمے سے لہجے میں بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ اس لیے کہ تم اس سے مدد مانگتی ہی نہیں ہو۔ اگر تمہیں کبھی لگے کہ لوگ تمہیں نقصان پہنچادیں گے تو تم اس کو یاد کرو جو ہر نقصان سے بچا سکتا ہے۔ اس کے ذکر سے دل مضبوط ہوتے ہیں، اور لوگوں کے خوف دل سے جاتے رہتے ہیں۔ وہ خود مدد کرنے کے لیے زمین پر نہیں آتا، لیکن جو لوگ اس سے مدد مانگتے ہیں وہ ان کے دل مظبوط کر دیتا ہے۔ وہ مدد کے لیے فرشتے نہیں اتارتا لیکن وہ انسانوں کی صورت فرشتے ضرور بھیجتا ہے۔ تم ایک دفعہ اس سے مدد مانگ کر تو دیکھو، تم اس سے بڑھ کر کسی کو مددگار نہیں پاوگی۔ تم ایک دفعہ اسے آزما کر تو دیکھو۔ وہ دنیا کی بڑی سے بڑی جہنم سے انسان کو ایسے نکال دیتا ہے جیسے انسان دودھ سے مکھی نکال لے۔"

www.novelsclubb.com

ماضی کی یادوں کا ایک جمود سا ٹوٹا، اسے کمرے کی چھت دھندلی سی دکھ رہی تھی کیونکہ آنکھیں پانی سے لدی تھیں۔ دادی کے وہ الفاظ کسی ہتھوڑے کی طرح دماغ پر لگ رہے تھے۔ اس نے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اپنے سامنے کیا۔ دادی نے یہ الفاظ اس وقت کہے تھے جب زخرف دین سے باغی لڑکی ہوا کرتی تھی۔ وہ اکثر کہا کرتی

تھی کہ وہ کسی خدا کے وجود پر یقین نہیں رکھتی۔ لیکن پھر وقت کے ساتھ ساتھ وہ بدلتی گئی۔اس کے ذہن میں وہ چہرہ بھی لہرایا جو اسے کھینچ کر رب کی طرف لایا تھا۔ جس نے اسے یقین دلایا تھا کہ رب وجود رکھتا ہے اور یہ پوری کائنات اسی رب کے ماتحت ہے۔اس نے سب خیالوں کو جھٹک کر ہاتھوں کو دیکھا جواب خدا کے وجود پر یقین رکھنے کے باوجود کم ہی اٹھا کرتے تھے۔

"اللہ تعالی میں جانتی ہوں میں آپ کی فیورٹ نہیں ہوں۔ میں تو بس فجر کی نماز پڑھتی ہوں وہ بھی کبھی کبھار، قرآن بھی مہینے دو مہینے بعد کھولتی ہوں۔ میں جانتی ہوں آپ کے فیورٹ لوگ تو دادی جیسے ہوتے ہیں جو ہر وقت آپ کو یاد کرتے ہیں لیکن میری دادی کہتی ہیں کہ آپ سب سے پیار کرتے ہیں۔ان سے بھی جو آپ کو روز یاد کرتے ہیں، ساری نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں اور ان سے بھی جو بھولے بسروں کی طرح کبھی کبھی آپ کے پاس آتے ہیں۔اللہ تعالی اگر میں آپ کو تھوڑی سی بھی اچھی لگتی ہوں تو مجھے یہاں سے باہر نکال دیں۔ہاں ٹھیک ہے مجھے اپنی زندگی پسند نہیں ہے، کبھی کبھار دل چاہتا ہے کہ کاش میں پیدا

ہی نا ہوتی۔ لیکن پھر بھی میں ایسے نہیں مرنا چاہتی۔ پلیز اللہ، آپ کے سوا کوئی میری مدد نہیں کر سکتا۔ پلیز۔۔۔۔" یہ سب بولتے اس پر ہلکی سی غنودگی چھانے لگی۔ اسے لگا کسی نے نرم ہاتھوں سے دل کو تھام لیا ہے، ایک عجیب سا سکون نیند کی صورت میں اس پر حاوی ہونے لگا۔ کچھ ہی لمحوں میں دماغ نیند کی وادیوں میں ڈوب گیا۔ وہ سوتی جاگتی سی کیفیت میں تھی، لیکن دل پر سکون سا ہو گیا تھا۔ وہ کافی دیر اسی کیفیت کے زیر اثر رہی۔ پھر ایک دم ہڑبڑا کر اٹھی۔ اسے کوئی ہلکا سا شور محسوس ہوا تھا۔ غور کرنے پر علم ہوا کہ ہلکی سی کھٹ پٹ کھڑکی کی جانب سے آ رہی ہے۔ دل کی دھڑکن پھر سے بے ربط ہونے لگی۔ کون تھا وہاں۔ کیا وہ وہی گمنام آدمی تھا؟ زخرف نے بنا آواز کے کھانے کی ٹرے خالی کی اور ہاتھ میں پکڑے کھڑکی تک آئی۔ کوئی دھیرے سے کھڑکی کو کھول رہا تھا۔ ایک دم کنڈی چٹخی، اور باہر موجود شخص نے دھیرے سے کھڑکی کا ایک پٹ کھولا۔ زخرف نے بغیر سوچے سمجھے پوری قوت سے ٹرے اس شخص کے سر پر ماردی۔ وہ ہلکی سی آواز سے کراہا

لیکن ٹرے کو تھام کے نیچے گرنے سے بچالیا۔ کمرے کی روشنی اس شخص کے چہرے پر پڑنے سے اسکا چہرہ واضح ہوا۔

"بہت شکریہ میرا سر پھاڑنے کا، لیکن خدا کا واسطہ ہے چیخنا مت، ورنہ اپنے ساتھ مجھے بھی مرواو گی۔" دھیرے سے بولا۔ وہ ارسم تھا۔ زخرف یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"جلدی سے کھڑکی سے کودو۔" اس نے ٹرے احتیاط سے ایک جانب رکھی اور اس کو دیکھ کر بولا۔ وہ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نا ہلی۔ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

"ٹھیک ہے مانا کہ میں بہت خوبصورت ہوں لیکن تم مجھے بعد میں بھی گھور سکتی ہو۔ ابھی اللہ کے لیے کودو۔" وہ جب نا ہلی تو وہ کھڑکی کے مزید قریب ہوا۔

"زخرف پلیز وہ لوگ جاگ جائیں گے۔" زخرف نے آگے قدم بڑھایا تو اس نے اس کے لیے راستہ چھوڑا۔ وہ کھڑکی سے کود گئی، اس کا دماغ کچھ بھی سوچنے سے قاصر تھا۔ وہ جس کمرے میں تھی وہ گراونڈ فلور پر ہی تھا۔ کھڑکی کے اس پار سوکھی ہوئی گھاس والا چھوٹا سا لان تھا۔ ارسم ایک جانب بڑھا تو وہ بھی اس کے پیچھے چل

پڑی۔اس کے ذہن میں ایک بات اٹک گئی تھی۔وہ اسکا اغواکار تھا یا اسکو بچانے آیا تھا؟آگے ایک کاٹھ کباڑ سے بھری جگہ تھی۔ارسم نے وہاں کھڑے ہو کر دیوار کو دیکھا جو کہ کودنے کے لحاظ سے اونچی تھی۔دیوار کے ایک چھوٹے سے حصے سے کھاردار تار کو ہٹا کر راستہ بنایا گیا تھا۔

"ہمیں یہ دیوار کودنی ہے، ٹھہرو میں کچھ ڈھونڈتا ہوں جس پر چڑھ کر تم۔۔۔"

اس کی بات منہ میں ہی رہ گئی۔زخرف کسی بلی کی طرح دیوار پر چڑھ گئی۔ارسم نے سر جھٹکا۔اس نے اسے دوسری دفعہ سرپرائز کیا تھا۔وہ اس چیز سے لاعلم تھا کہ وہ لڑکی بچپن سے دیواریں کود کر گھر سے نکلنے میں ماہر ہے۔وہ بھی دیوار پر چڑھ گیا۔ زخرف دیوار پر بیٹھے دیکھ سکتی تھی کہ وہ کوئی سوسائیٹی میں موجود گھر تھا۔

"اب ایسے ہی کود مت جانا ورنہ تمہیں چوٹ۔۔۔"اور وہ کود گئی۔

" you are insane”

اور وہ بھی کود گیا۔ کودتے ہوئے زخرف کا گھٹنا ہلکا سا چھل گیا لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ وہ اس وقت گھر کی پچھلی طرف تھے۔ ارسم سڑک پر آگے بڑھا تو وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑی۔ سڑک کے اس پار کونے میں وہ کالی مرسڈیز کھڑی ہوئی دیکھ سکتی تھی۔ گاڑی کے پاس پہنچ کر اس نے زخرف کے لیے دروازہ کھولا۔ اس نے ارسم کا چہرہ دیکھا، پھر مڑ کر اس گھر کو جہاں سے وہ آئے تھے اور پھر وہ بیٹھ گئی۔

چاند کی روشنی میں کالی مرسڈیز ایک ویران سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ گاڑی میں سناٹا چھایا تھا۔ ارسم سکون سے سامنے دیکھتے ہوئے ڈرائیو کر رہا تھا اور زخرف کینہ توز نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم مجھے بتاوگے کہ یہ سب کیا تھا؟" خاموشی کو توڑا۔ وہ ابھی تک پزلڈ تھی۔

"تمہیں وہاں سے بچا کر لایا ہوں اور کیا۔" کندھے اچکا کر بولا۔

"میں نے خود تمہیں اس گروسری سٹور پر دیکھا تھا وہ تم ہی تھے۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں وہ میں ہی تھا اور میں نے ان لوگوں کو تمہیں وہاں سے لے جاتے دیکھ لیا تھا۔"

"ہاں بلکل سپائیڈر مین جو ہو تم، ہر اس جگہ اڑ کر آ جاتے ہو جہاں میں مصیبت میں ہوتی ہوں۔" تقریباً چیختے ہوئے بولی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی گاڑی کی کوئی قیمتی شے توڑ دے۔ ارسم نے گردن موڑ افسوس سے اسے دیکھا۔

"اوکے، let's put it simple میں کام سے واپس بلڈنگ جا رہا تھا اور تمہاری گاڑی میری گاڑی سے آگے کچھ فاصلے پر تھی۔ اب ہم ایک ہی جگہ پر رہتے ہیں تو ظاہر سی بات ہے ہمارا روٹ ایک ہی ہے۔ تمہارے پیچھے آتے مجھے محسوس ہوا کہ ایک گاڑی تمہاری گاڑی کا پیچھا کر رہی ہے۔ تم ایک گروسری سٹور پر رکی تو وہ گاڑی بھی کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔ مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگا اس لیے میں سٹور میں تمہارے پیچھے آ گیا۔" وہ سامنے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا اور زخرف اس کو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر تم نے ان لوگوں کو مجھے اغوا کرتے دیکھ لیا تھا تو روکا کیوں نہیں؟"اس کے چہرے پر ابھی بھی سختی تھی۔

"دیکھو میں کوئی واقعی کا سپائیڈر مین نہیں ہوں۔وہ لوگ کافی تھے اور ان کے پاس گنز بھی تھیں۔سٹور بھی خالی تھا،یقیناوہ پورا بندوبست کر کے آئے تھے۔"

"اور تم پولیس کے پاس بھی نہیں گئے۔"وہ تقریبا چلاتے ہوئے بول رہی تھی۔

"ہاں کیونکہ مجھے وہ لوگ طاقتور لگے تھے۔میں نے اس ملک میں زیادہ عرصہ تو نہیں گزارا لیکن میں اچھے سے جانتا ہوں پولیس ایسے لوگوں کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔اس لیے میں نے خود ہی تمہارا پیچھا کرنے کا فیصلہ کیا اور موقع دیکھ کر اس گھر میں کود گیا۔"زخرف نے سر بند کھڑکی کے ساتھ ٹکالیا۔اسے نہیں سمجھ آرہی تھی کہ وہ اس پر یقین کرے کے نا۔ارسم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔بیک سیٹ سے ایک پانی کی بوتل پکڑی اور اس کی جانب بڑھائی۔

"تمہیں پانی کی ضرورت ہے۔"زخرف نے آنکھیں کھول کر پانی کی بوتل کو دیکھا اور بغیر کچھ سوچے پکڑ کر پانی پینے لگی۔سر کا درد ہنوز تھا۔

"تم ٹھیک تو ہو نا، میرا مطلب ہے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا انہوں نے تمہیں۔"

"اگر ہاتھ بھی لگاتے تو دو تین لاشیں گرا کر آتی۔" وہ پانی کی بوتل رکھ کر باہر دیکھنے لگی۔ ارسم اس کی بات پر ہنس دیا۔

"ویسے تھے کون وہ؟ اسی لیے تم مجھ پر شک کر رہی تھی کہ واقعی کوئی تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔" زخرف نے چہرہ موڑ کر بغور اسکا چہرہ دیکھا۔ اگر تو وہ اداکاری کر رہا تھا تو بہت خوب کر رہا تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔

"پتہ نہیں۔ ہوں گے کوئی، جو خوبصورت لڑکیوں کو اغوا کر کے ان کی آنکھیں بیچتے ہوں۔" ارسم نے حیران ہو کر اس کی جانب دیکھا۔ اس نے آنکھیں کا ذکر کیوں کیا تھا۔ کیا اسے اپنی آنکھیں بہت پسند تھیں؟ وہ اس کی آنکھوں کو دیکھنا چاہتا تھا لیکن وہ دوسری جانب منہ کیے ویران سڑک کو دیکھ رہی تھی۔ یونہی باہر دیکھتے ہوئے بولی۔

"وہ لوگ واقعی خطرناک تھے، تم نے میری خاطر اپنی جان خطرے میں کیوں ڈالی؟"

"تمہارے لیے نہیں ڈالی، کوئی بھی ہوتا تو میں یہی کرتا۔"

"واو، پھر تو تم بہت اچھے انسان ہو۔ اب تک کتنی لڑکیوں کی جان بچائی ہے؟۔"

زخرف اسکی جانب منہ موڑ کر بولی۔ وہ اس کی بات پر دل کھول کر ہنسا۔ نا جانے کیوں آج وہ ہنستا ہوا زخرف کو کم زہر لگا تھا۔ ارسم نے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔ وہ بھوری آنکھیں بے حد گہری تھیں، ایک لمحہ۔۔۔ دوسرا لمحہ۔۔۔ اس سے زیادہ نہیں دیکھ پایا۔ دیکھتا تو شاید نظریں ہٹانا مشکل ہو جاتا۔ اس نے چہرہ سامنے موڑ لیا۔

"اتفاق سے تم ایسی پہلی لڑکی ملی ہو۔"

بلڈنگ پہنچ کر جب انکی گاڑی اندر داخل ہوئی تو گارڈ نے گہری نظروں سے انہیں دیکھا۔ پارکنگ میں گاڑی رکی، وہ اترنے لگی تو ارسم کا دھیان اس کے ننگے پیروں کی جانب گیا۔

"تمہارے پیروں میں جوتا نہیں ہے۔" زخرف نے پھر سے سیٹ پر پیچھے کو ٹیک لگائی اور اس کو دیکھ کر بولی۔

"اب یہ مت کہنا کہ میرے جوتے پہن لو۔ ہیرو بننے والے لڑکے زہر لگتے ہیں مجھے۔" کہہ کر تیزی سے گاڑی سے نکل گئی۔

"تو میں کونسا دینے والا تھا۔" دھیرے سے بڑبڑایا۔

....

اس نے اپنے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا تو ایزا اضطراب کی حالت میں ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔ یوسف بھی لاونج میں چکر کاٹتے فون پر بات کر رہے تھے۔ دروازہ کھلنے پر ان دونوں نے دروازے کی جانب دیکھا۔ ایزا تقریبا دوڑتی ہوئی اس تک آئی۔

"زی، کہاں تھی تم؟" ایزا کا چہرہ دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ ابھی رو دے گی۔ البتہ زخرف نے اپنی حالت یہاں آتے تک درست کر لی تھی۔

"آپ لوگ اتنے پریشان ہو گئے۔" بمشکل لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"پریشان؟رات کے دو بج گئے ہیں، پریشان نہیں ہوں گے تو اور کیا کریں گے ہم۔"ایذا ایک دم چلائی۔

"ریلیکس، بتاتی ہوں۔"زخرف ایذا کو ہی دیکھ رہی تھی۔یوسف کو اس نے ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا تھا۔

"میں جب دفتر سے واپس آ رہی تھی تو راستے میں رکشے میں ایک پریگنینٹ عورت تھی۔رکشہ خراب ہو گیا تھا اور اس عورت کو ایمرجنسی میں ہسپتال جانا تھا۔میں اس عورت کو اپنی گاڑی میں ہسپتال لے گئی۔اور فون سمیت میرا پرس ہسپتال میں چوری ہو گیا۔"اس نے یہ پوری کہانی لفٹ میں کھڑے کھڑے گھڑی تھی۔

"تو تم کسی اور کے فون سے بتا سکتی تھی۔"ایذا غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔

"سوری۔"

"تمہارے سوری کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔تم بہت مطلبی ہو، اپنے علاوہ کسی کا نہیں سوچتی۔تمہارے پیچھے کوئی پاگل ہو جائے، مر جائے لیکن تمہیں فرق نہیں پڑتا۔

ہم ہی پاگل ہیں جو تمہاری اتنی فکر کرتے ہیں۔" ایذا آنسوؤں کے بیچ روتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ جاتے ہوئے زور سے دروازہ بند کیا۔ زخرف نے افسوس سے دروازے کو دیکھا اور اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی جب یوسف کمرے میں آئے۔ وہ دروازے میں کھڑے تھے۔ زخرف ان کی جانب مڑی اور ایک دم چلائی۔

"آپ بھی بول لیں جو بولنا ہے۔ سارا غصہ اتار لیں۔ آپ لوگوں کو اپنے پریشان ہونے کی پرواہ ہے لیکن ایک دفعہ بھی مجھ سے پوچھا ہے کہ میں ٹھیک ہوں کہ نہیں۔ میں نے کچھ کھایا ہے کہ نہیں۔" یوسف نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔ زخرف نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی لیکن ان کی گرفت مظبوط تھی۔

"میں ڈر گیا تھا زخرف، مجھے لگا میں نے تمہیں پھر سے کھو دیا ہے۔ میں بہت ڈر گیا تھا۔" وہ اس کے بالوں میں سر دیے رو رہے تھے۔ زخرف نے مذاہمت بند

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر دی۔ان کی روہانسی آواز دل پر لگی تھی۔ کیا وہ انہیں بتا دے؟ وہ پیچھے ہٹے اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔

"تم ٹھیک تو ہو نا میرے جگر کے ٹکڑے۔" زخرف نے اوپر نیچے سر ہلا دیا۔ایک آنسوں گال پر لڑھک گیا۔وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ چھوٹی آنکھیں رونے کے باعث لال ہو گئی تھیں۔ کیا وہ اس کے لیے اتنا روئے تھے؟

"اور تمہارا جوتا؟" وہ بغیر اس کے پیروں کی جانب دیکھ کر بولے۔ شاید وہ باہر اس کے ننگے پیر دیکھ چکے تھے۔

"ٹوٹ گیا تھا۔شاید سب کچھ برا آج ہی میرے ساتھ ہونا تھا۔" اس نے ایک ہاتھ سے اپنا گال رگڑا۔

"تم بیٹھو، میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

اسے کھانا کھلا کر اور سونے کی ہدایت کر کے وہ خود باہر صوفے پر ہی سو گئے۔ کافی دیر بعد زخرف نے کمرے سے سر نکال کر جھانکا تو وہ گہری نیند سوئے تھے۔ وہ

www.novelsclubb.com

دبے پاوں اپارٹمنٹ سے باہر نکل گئی۔ دروازہ بجایا تو فوراً ہی کھل گیا۔ شاید وہ ابھی جاگ رہا تھا۔

"وہ میری گاڑی۔۔۔" اسے اس سے مزید مدد مانگتے ہوئے شدید کوفت ہو رہی تھی لیکن اس کے پاس کوئی اور آپشن بھی نہیں تھا۔

"وہ وہی سٹور کے باہر ہو گی۔ تم فکر مت کرو صبح نیچے پارکنگ میں کھڑی ہو گی۔"

"تم خود جاوگے؟" اس کا حد سے زیادہ اچھا ہونا اسے مزید پزل کر رہا تھا۔

"میں نے کہا نا صبح پارکنگ میں ہو گی تمہاری گاڑی۔" وہ سر ہلا کر اپنے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئی۔ جب تک وہ اندر نہیں گئی ارسم اسے دیکھتا رہا۔

www.novelsclubb.com

....

رات قطرہ قطرہ بیت رہی تھی۔ بلڈنگ کے تمام باسیوں پر نیند بسیرا کرنے میں کامیاب تھی، لیکن ایک لڑکی کے سامنے وہ ناکام رہی تھی۔ زخرف کی آنکھوں

سے نیند کوسوں دور تھی۔وہ بیڈ پر لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔سر پر ریوالور لگنے کی تکلیف ابھی تک تھی۔دوا سے مائگرین کی تکلیف سے قدرے آرام آگیا تھا۔اسکا ذہن سو طرح کے سوالوں میں الجھا تھا۔ارسم،ایچ اور اغوا کار۔ایچ اسکا یونیورسٹی کا کلاس فیلو تھا وہ اس پر بھروسہ کرسکتی تھی۔لیکن ایک ہیکر اپنے خفیہ مقام کے بارے میں کسی کو کیوں بتائے گا؟اور ارسم،وہ تو اسے شروع سے ہی مشکوک لگا تھا۔لیکن آج جو اس نے کیا اس سے اس کے ذہن نے اس کے سامنے دو صورت حال رکھی تھیں۔ایک تو یہ کہ وہ واقعی انوسینٹ ہے اور اسکے پیچھے نہیں پڑا۔اور دوسرا یہ کہ یہ اس کے دشمن کی کوئی چال ہے۔اس کا بھروسہ حاصل کرنے کا کوئی ٹیکٹک۔وہ اس کی جان بچائے گا اور وہ اس پر اعتماد کرنے لگے گی،لیکن وہ یہ سب کر کیوں رہا تھا؟دوسری صورت حال اس کے نذدیک زیادہ ویلڈ تھی۔وہ بے وقوف نہیں تھی۔ایک اکیلا انسان کیسے اتنی خطرناک جگہ پر گھس سکتا ہے؟اسے کیسے معلوم ہوا کہ وہ اسی کمرے میں ہے جس کی کھڑکی وہ کھول رہا ہے۔اور وہ اتنے سموتھ طریقے سے کیسے اسے وہاں سے نکال لایا؟کیا اس کے دشمن اتنے اناڑی

تھے ؟اس سب سوالوں کے باوجود اس کے دل کا کوئی حصہ سر اٹھا کر کہتا تھا کہ وہ انوسینٹ ہے۔ لیکن دماغ اس بات پر یقین نہیں کر پا رہا تھا۔دماغ کرتا بھی کیوں، اس کے پاس لاجک تھا۔اور اس سب سے ہٹ کر وہ اغواکار؟اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کی زندگی اس موڑ مڑے گی۔جب اس نے اپنا فوسٹر فیملی والا گھر چھوڑا تھا اور یہ فلیٹ لیا تھا تو اس کی زندگی بے حد پر سکون ہو گئی تھی۔اس کی بہت اچھی نوکری لگ گئی تھی اور مالی طور پر بلکل سٹیبل ہو گئی تھی۔اسے لگا تھا اس کے برے دن ختم ہو چکے ہیں اور اب وہ پر سکون زندگی گزار سکتی ہے۔ لیکن پھر یوسف اس کی زندگی میں آ گئے۔اور ان کے ساتھ نئی طرح کی مشکلیں بھی۔کتنے آرام سے وہ سوچ لیا کرتی تھی کہ وہ ان سے دور بھاگ جائے گی،انہیں یہاں سے نکال دے گی۔کیا یہ سب اتنا آسان ہوتا ہے؟ کیا کوئی اپنے باپ کو دھکے دے کر گھر سے نکال سکتا ہے؟اس نے گہری سانس خارج کی۔

"آج مجھے وہاں سے بچانے کے لیے شکریہ اللہ تعالی۔ پتہ نہیں آپ مجھے اتنی آزمائشوں میں کیوں ڈالتے ہیں۔اب میں تھک گئی ہوں۔"اس نے گال پر بہا آنسوں صاف کیا۔ہمیشہ کی طرح اسے ہی اس سب کا مقابلہ کرنا تھا۔

....

اس کی آنکھ کھلی تو کمرہ پوری طرح سے سورج کی سنہری روشنی سے نہایا ہوا تھا۔اس نے عادتاً فون پکڑنے کے لیے سائڈ ٹیبل پر ہاتھ مارا، پھر یاد آیا کہ اپنا فون تو وہ کھو چکی ہے۔کلاک پر ٹائم دیکھنے کے لیے وہ مڑی تو فون ٹیبل پر ہی ذرا آگے کر کے پڑا تھا۔اس نے حیرت میں گھرے فون پکڑا، وہ اسی کا فون تھا۔فون کی الٹی سائڈ پر ایک سٹکی نوٹ چپکا تھا۔اس نے اتار کر وہ پڑھا۔

'تم بے فکر رہو اب وہ لوگ تمہارے آس پاس بھی نہیں بھٹکے گے۔اور ہاں تمہیں رات کو مجھے بتانا چاہیے تھا، ایسی باتیں چھپانی نہیں چاہیے۔تمہارا ناشتہ کچن کاونٹر پر پڑا ہے، لازمی کر لینا۔ایذا کی بہت منتیں کر کے بنوایا ہے۔وہ تم سے ابھی بھی ناراض

ہے،اسے بھی منالینا۔'پڑھتے ہوئے اسکا دل بھر آیا۔انہیں کیسے معلوم ہوا؟اس نے فون میں انکی چیٹ اوپن کی اور انہیں میسج کیا۔

'آپ کو کیسے معلوم ہوا؟'جلد ہی بلیو ٹک ہوا اور وہ ٹائپ کرنے لگے۔

'تم سے پہلے وہ میرے دشمن ہیں۔مجھے نہیں معلوم ہو گا؟'

'آپ کو پتہ ہے میں وہاں سے کیسے نکلی؟'

'ہاں جہانگیر نے بتایا تھا کہ تمہارا شاید ہمسایہ ہے جس نے تمہاری مدد کی۔ضرور بہت اچھی تربیت ہوئی ہو گی اسکی۔'

'جہانگیر کو اس سب کا کیسے علم ہوا؟'

'جہانگیر اس جگہ کے بارے میں جان گیا تھا۔لیکن اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی تم وہاں سے نکل چکی تھی۔وہ لوگ پکڑے جا چکے ہیں اور تمہارا فون بھی وہی سے ملا ہے۔بلڈنگ کے چوکیدار نے جہانگیر کو فون کر کے بتادیا تھا کہ تم واپس آگئی ہو اور یہ کہ تم اپنے ہمسائے کے ساتھ آئی ہو۔'اس نے چیٹ بند کر دی۔اتنے میں اسکا میسج آیا

ہوا تھا اس نے وہ کھولا۔ اسے کے مطابق اس نے ارسم کو سٹالک کیا تھا اور اسے اس کے بارے میں کافی کچھ پتا چلا۔ اور وہ یہ کہ ارسم دبئی کا ایک بڑا بزنس مین ہے۔ اس نے ساتھ کچھ ویب سائٹس کے لنک بھی بھیجے تھے جو اس کے بزنس مین ہونے کی تصدیق کر رہے تھے۔ زخرف کئی لمحے ان تصویروں کو دیکھتی رہی جس میں وہ بے حد پروفیشنل حلیے میں مسکرا کر مختلف لوگوں سے مل رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس نے فون پرے ڈال دیا۔

....

اس باغ نما دفتر میں کئی بلیاں یوسف کے قدموں میں اکٹھی ہوئی تھیں۔ وہ کرسی پر بیٹھے ان کو کھانا ڈال رہے تھے۔ سامنے آفیسر سفیان بیٹھا تھا۔ آج وہ پولیس کے یونیفارم میں ملبوس تھا۔ بال جیل سے سیٹ کیے وہ کافی سمارٹ دکھ رہا تھا۔

"اس بار اتنی آسانی سے نہیں چھوٹے گے وہ لوگ۔اس بات کی تسلی رکھیں آپ۔"اس نے یوسف کو بول کران کے پیچھے کھڑے جہانگیر پر نظر ڈالی جو قہر آلود نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ویسے ایک بات پوچھ سکتا ہوں جہانگیر۔ تمہیں اس جگہ کے بارے میں کیسے پتہ چلا۔"گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"جن کی نیت ہوا نہیں تلاش کرنے والی چیز مل ہی جایا کرتی ہے۔اگر تم پولیس والوں پر چھوڑ دیتے تو شاید زخرف بی بی کا پتہ ہمیں کبھی نا چلتا۔اور میں تو ایک عرصے سے سر سے کہہ رہا ہوں کہ اگر ہم آج تک زخرف بی بی تک نہیں پہنچ سکے تو اس میں سب سے زیادہ قصوروار پولیس ہے۔تم لوگوں کے منہ پیسے سے بھر دیے جاتے ہیں اور تم۔۔۔۔"یوسف نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ ہونے کا کہا تو وہ خاموش ہو گیا۔البتہ چہرے پر غصہ ویسے ہی تھا۔کل جب سے زخرف کا اغوا کا واقع ہوا تھا وہ اس وقت سے شدید غصے میں اور پریشان دکھائی دیتا تھا۔آفیسر سفیان نے سر جھٹکا اور یوسف کی جانب متوجہ ہوا۔

"میں ان لوگوں کے منہ ضرور کھلواوں گا،اور اس بات کی جڑ تک پہنچوں گا کہ اب وہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔" اتنا کہہ کر وہ اٹھ گیا۔

"جہانگیر کی باتوں کا برا مت منانا سفیان۔ یہ غصے کا تھوڑا تیز ہے۔"سفیان بغیر جواب دے جہانگیر کو تیز نگاہوں سے دیکھتا آگے بڑھ گیا۔

وہ اپنی گاڑی کے قریب تھا جب جہانگیر نے اسے پکارا۔ وہ پیچھے مڑا۔ جہانگیر چلتا ہوا اس کے قریب آگیا۔

"اگر تو وہ لوگ پیسوں سے تمہارا منہ بھر رہے ہیں تو مجھے بتا دو۔ تم نہیں جانتے سفیان کے وہ کتنے ظالم ہیں۔ تمہاری طرح کے بہت لوگ ہیں جنہیں استعمال کر کے مروا ڈالتے ہیں۔" قدرے ہلکی آواز میں بولا۔ لہجے کی سختی میں تھوڑی کمی آگئی تھی۔

"تم میری فکر مت کرو جہانگیر۔ تم اپنی خیر مناو۔ اس وقت زخرف سے زیادہ تمہیں اپنا خیال رکھنا چاہیے۔" سفیان پر سکون لہجے میں بولا۔ جہانگیر نے سر جھٹکا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں جانتا ہوں، تم مجھے راستے سے ہٹانا چاہتے ہو۔ کیوں کہ تم بڑے اچھے سے جانتے ہو سفیان کہ صرف جہانگیر کو پیچھے ہٹانے کی دیر ہے اور تم لوگوں کا یوسف مرجان اور انکی بیٹی تک راستہ بلکل صاف ہو جائے گا۔" سفیان اس کی بات پر ہنسا۔ ایک ہاتھ اسکے کندھے پر رکھا۔

"میں نے تمہارے جیسی چیز آج تک نہیں دیکھی جہانگیر۔ بہت انٹرسٹنگ انسان ہو تم۔ مجھے اس دن کا انتظار ہے جب تمہاری گردن میرے ہاتھوں میں ہو گی۔" اس کے کندھے کو تھپتھپایا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ جہانگیر اس کے گاڑی کے شیشے پر جھکا۔

"اگر زخرف بی بی کو کوئی بھی نقصان پہنچانا سفیان تو میری بات یاد رکھنا، تمہیں قتل کرنے کے بعد مجھے جیل جانے پر بھی کوئی افسوس نہیں ہو گا۔ بہتر ہے پہلے ہی اس راستے سے ہٹ جاو۔" سفیان نے بغیر اس کی جانب دیکھے گاڑی آگے بڑھا دی۔

جہانگیر واپس تیز تیز چلتا یوسف کے پاس لان میں آیا۔

"تمہیں آفیسر سفیان سے بات کرتے ہوئے احتیاط کرنی چاہیے جہانگیر۔"وہ مصروف سے اپنے فون پر جھکے بولے۔

"آپ میڈیا پر یہ بات کیوں نہیں لے آتے۔وہ لوگ اس بات سے ڈر جائیں گے۔"یوسف نے فون سے سر اٹھایا اور رنجیدگی سے سامنے درختوں کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"زخرف اس کے لیے مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔وہ میڈیا تو کیا کسی کے سامنے بھی نہیں آنا چاہتی۔"جہانگیر خاموش ہو گیا۔زخرف کے آگے سب بے بس تھے۔

www.novelsclubb.com

....

اس نے ڈھابے کی طرز پر بنے ہوئے کیفے میں قدم رکھا تو کڑک چائے اور پراٹھوں کی تیز خوشبو نے اسکا استقبال کیا۔وہ ایسی لذیذ خوشبو تھی کہ جس کا پیٹ بھرا ہو اسے بھی بھوک لگ جائے۔یہ کیفے انار گل کا باپ ستم گل چلاتا تھا۔وہ صرف

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پراٹھے اور چائے سرو کرنے والا اپنی طرز کا انوکھا کیفے تھا۔اندر ہر چیز سے پشاور کے کلچر کی جھلک محسوس ہوتی تھی۔کئی سال پہلے ستم گل نے لاہور میں آکر ایک چھوٹی سی دوکان کھولی تھی اور چائے اور پراٹھے بیچنا شروع کیے تھے اور اب وہ ایک شاندار سے کیفے میں تبدیل ہوچکا تھا۔البتہ لوگوں کے برعکس ستم گل اسے دکان ہی بولا کرتا تھا۔وہ آگے بڑھی اور کھڑکی کے ساتھ والی میز کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔کچن کے پردے سے تھوڑا سا سر نکال کر انار گل نے باہر جھانکا۔زخرف کو دیکھتے ہی اس کے گالوں کی لالی میں اضافہ ہوا۔وہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے چھپائے اس تک آیا۔

"اگر تم آج بھی نا آتا تو ام تم سے ناراض ہوجاتا۔"

"کیوں آج ایسا کیا ہے۔"زخرف اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔اس کے پیچھے چھپے ہاتھوں کو دیکھ کر ایک ابرو اٹھائی۔

"تم کو نہیں پتہ آج کیا ہے؟"

"نہیں تو۔"

"ماڑا، آج مورے کا دن ہے۔"

"اوہ آج مدرز ڈے ہے۔" اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔انار گل نے کمر کے پیچھے سے ہاتھ نکالے، ان میں ایک گلاب کا پھول تھا۔اس نے وہ پھول دونوں ہاتھوں سے زخرف کی جانب بڑھایا۔

"مورے کا دن مبارک شاہ۔" شرماتے ہوئے بولا۔زخرف نے مسکراتے ہوئے اس سے پھول پکڑ لیا۔

"شکریہ انار گل لیکن تم مدرز ڈے پر مجھے کیوں پھول دے رہے ہو۔"

"تم بھی تو ہماری مور جیسا ہے نا۔" زخرف نے پھول میز پر رکھا اور ایک کرسی اپنی قریب کھینچی اور اسے اس پر بٹھایا۔

"کیا تمہیں اپنی مور کی بہت یاد آرہی ہے؟" پیار سے اس کے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"ام اس کو یاد کرتا ہے لیکن اداس نہیں ہوتا۔"

www.novelsclubb.com

"وہ کیوں؟"

"کیونکہ ستم گل کہتا ہے کہ امارا مورام سے بہت اچھی جگہ ہے۔ وہ پولوں کے باغ جیسا خوبصورت جگہ ہے۔" وہ مسکرا کر بول رہا تھا۔ زخرف اس کی بات پر زخمی سا مسکرا دی۔ ستم گل ہاتھ میں ٹرے لیے ان کے ٹیبل تک آیا۔ اس نے چائے اور پراٹھا زخرف کے سامنے رکھا اور انار گل کے سر پر چت لگائی۔

"خانہ خراب کا بچہ تم کو ام نے کہا تھا کہ برتن دھو۔ تم یہاں گپے ہانک رہا ہے۔" انار گل نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا۔

"ستم گل آج برتن تم دھو لو، انار گل آج میرے ساتھ ناشتہ کرے گا۔" زخرف دوٹوک لہجے میں بولی۔

"تم نے اسکو بہت سر پر چڑھا دیا ہے۔" وہ نا جانے پشتو میں کیا کیا بولتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔ جب ستم گل وہاں سے غائب ہو گیا تو انار گل دھیرے سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"خورے تمہارا امور ہے کیا؟" زخرف جو کہ پراٹھے کے چھوٹے چھوٹے نوالے توڑ کر اس کے سامنے رکھ رہی تھی اس کے ہاتھ لمحے بھر کو رکے۔

"نہیں۔"

"تو کیا تمہارا امور بھی مر گیا۔" وہ معصومیت سے بولا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کتنے بھاری الفاظ اتنے آرام سے بول رہا ہے۔

"ہاں۔"

"تم بھی اس کو یاد کرتا ہے؟" وہ دلچسپی سے اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

"پتہ نہیں۔ میں نے تو کبھی ان کو دیکھا ہی نہیں۔" وہ اب کھانے کو چھوڑ کر باہر دیکھنے لگی۔ دور سڑک پر ایک عورت ایک چھوٹی بچی کا ہاتھ تھامے سڑک پار کر رہی تھی۔ اس کی بچی کے ہاتھ پر گرفت مضبوط تھی۔ زخرف کی نظر ان ہاتھوں پر جم گئی۔ کیسا محسوس ہوتا گا اپنی ماں کا ہاتھ تھام کر؟ وہ لمس جسے دنیا کا محفوظ ترین لمس قرار دیا جاتا ہے، کیسا ہو گا وہ لمس؟ یقینا فرزانہ کے ہاتھوں جیسا سخت نہیں ہو گا۔

"کیوں ؟" وہ اپنے خیالات کو جھٹک کر انار گل کی طرف متوجہ ہوئی جو اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا۔

"یہ سب چھوڑو، مجھے یہ بتاو کہ تم نے سکول کے بارے میں کیا سوچا؟" فورا بات بدل دی۔اور سکول کے نام پر ہی انار گل کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"ام تم کو کتنی بار بتا چکا،ام سکول نہیں جائے گا۔" منہ بسور کر بولا۔

"اچھا، تو کیا ساری زندگی ستم گل کی طرح لوگوں کو چائے سرو کرتے رہو گے ؟ تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تم پڑھ لکھ کر اس جگہ پر محنت کرو، اسے مزید جدید بناو۔ دس دس ویٹرز ہوں جو سارے کام کریں اور تم آرام سے بیٹھ کر حکم چلاو ؟"

"نہیں۔" انار گل نے ایک ہی لفظ سے اسکی ساری تقریر کا ملیہ میٹ کر دیا۔

"کیوں ؟" زخرف اسے افسوس سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیونکہ اس سب کے لیے ام کو پڑھنا پڑے گا، کتابیں کھولتے ہی امارا پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"اگر تم میری بات نہیں مانو گے انار گل تو میں یہاں آنا چھوڑ دوں گی۔" لہجے کو خفا بنا کر بولی۔

"کوئی بات نہیں اگر تم انار گل کو بھول بھی گیا تو امار اپر اٹھا اور چائے کا محبت تمہیں دوبارہ کھینچ کر یہاں لے آئے گا۔ ماڑا، تم کو پورے لاہور میں ایسا چائے نہیں ملے گا۔" وہ ایک ادا سے بولا۔ زخرف نا چاہتے ہوئے بھی اس کی بات پر ہنس دی۔ اس نے اسکی گال پر چٹکی کاٹی۔ انار گل محبت کے لیے بنا تھا۔ اسے اکثر انار گل کو دیکھ کر اپنا بچپن یاد آتا تھا۔ لیکن پھر بھی انار گل کا بچپن اس سے کہیں بہتر تھا کیونکہ اس کے پاس ایک محبت کرنے والا باپ تھا۔ جو اسے جتنا بھی ڈانٹ لے لیکن پوری دنیا میں سب سے زیادہ اس سے محبت کرتا تھا۔

کھانا کھا کر زخرف باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھی تو انار گل اسے آواز دیتا دوڑ کر باہر آیا۔ اس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا۔

www.novelsclubb.com

"خورے تم اپنا پھول اندر ہی بھول آیا۔" زخرف نے مسکرا کر پھول تھام لیا۔ شیشہ اوپر کر کے گاڑی سٹارٹ کی تو انار گل نے پھر سے کھڑکی پر دستک دی۔

اس نے ہنستے ہوئے پھر شیشہ نیچے کیا۔

"اب کیا ہے؟"

"زخرف خورے تم پریشان مت ہونا، تمہارا مور بھی اماری مور کی طرح پولوں والے باغ میں ہو گا۔" یہ کہہ کر انار گل پیچھے ہو گیا۔

زخرف نے بھاری دل کے ساتھ گاڑی آگے بڑھا دی۔

www.novelsclubb.com

•••••••••••••••••••••••••••

وہ دفتر آئی تو ایذا اپنی کرسی پر بیٹھی فون پر مصروف تھی۔ جمیل آس پاس نہیں تھا، اس نے شکر ادا کیا اور اپنی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ ایذا کی باتیں اس کے کانوں میں پڑ رہی تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سوٹ پسند آیا آپ کو۔۔۔۔لو جی یہ کیا بات ہوئی؟ مدرز ڈے کی خوشی میں بھجوایا ہے امی۔ایک تو آپ دیسی امیاں بھی نا، یہ نہیں دیکھتیں کہ اولاد نے اتنے پیار سے کچھ خریدا ہے، بس فورا خرچے کی پڑ جاتی ہے۔"اس نے اپنا کمپیوٹر آن کیا تو انگلیاں خود بخود کروم کھول کر ٹائپ کرنے لگیں۔'لیٹ وائف آف یوسف مرجان'۔اس کے دل نے اسے تکلیف پہنچانے کی ٹھان لی تھی اور ہاتھ اس عمل میں ساتھ دے رہے تھے۔ سکرین پر بے شمار تصویریں کھل گئیں۔اس نے پہلی تصویر پر کلک کیا تو پوری تصویر کھل کو سامنے آگئی۔اس تصویر میں نوجوان ایما سر پر رومال باندھے چرچ کی سیڑھیوں پر بیٹھی کیمرے کی جانب دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔زخرف کا ماوس پر رکھا ہاتھ ہلکا سا کپکپا رہا تھا۔وہ یہ تصویریں کئی دفعہ دیکھ چکی تھی لیکن ہر دفعہ یہ تصویریں ایک نئے سرے سے تکلیف پہنچاتی تھیں۔اس نے اگلی تصویر کھولی۔ اس میں ایما سمندر کے کنارے ایک گھوڑے کے ساتھ کھڑی تھی۔اس کے بھورے بال ہوا میں اڑ رہے تھے۔ تھوڑے سے بال گھوڑے نے اپنے منہ میں ڈال رکھے تھے اور وہ ہنستی جا رہی تھی۔اس نے اگلی تصویر کھولی۔اس میں نوجوان

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یوسف اور ایما تھے۔یوسف نے ایما کے کندھے پر بازوں ڈال رکھا تھا اور وہ دونوں دور کچھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔اس نے اگلی تصویر کھولی۔اگلی تصویر سب سے زیادہ تکلیف دہ تھی۔اس میں زخرف اور ایما تھے۔زخرف ایک ٹیبل پر کھڑی اپنے ننھے ہاتھ منہ پر رکھے ہنس رہی تھی اور ایما اس کے پاس بیٹھی اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔وہ مسکراہٹ عام نہیں تھی۔زخرف کو وہ مسکراہٹ عام نہیں لگتی تھی۔اس نے اگلی تصویر کھولی اس میں وہ تینوں تھے۔یہ زخرف کی پہلی سالگرہ کی تصویر تھی۔اس نے مونگیا رنگ کا باربی فراک پہن رکھا تھا۔یوسف اور ایما نے دونوں جانب سے اس کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے اور وہ دونوں اسے کیمرے میں دیکھنے کا اشارہ کر رہے تھے۔نیچے موجود آرٹیکل کی ہیڈ لائن میں Baby Zukhruf turns one لکھا تھا۔زخرف نے فوراً سے کروم بند کر دیا۔اس کی آنکھیں پانی سے بھر گئی تھی۔اس نے ایذا کو دیکھا، وہ ابھی بھی دوسری جانب منہ کیے فون پر بات کر رہی تھی۔

"حد ہے امی، آپ صرف ایک سوٹ کو بجلی کے بلوں تک لے گئی ہیں۔"

وہ اپنے آنسوؤں کو کنڑول کرتی واش روم کی جانب چلی گئی۔

....

وہ اپنے دفتر میں کھڑے کئی سوٹ بوٹ والے مردوں سے مسکرا کر مصافحہ کر رہے تھے۔انہوں نے آگے بڑھ کر ان سب کو دروازے تک الوداع کیا۔ان لوگوں کے جاتے ہی جہانگیر ایک تقریباً چالیس سال کے مرد کو لیے ان کے دفتر میں داخل ہوا۔

"سر یہ وقار ہے۔جس کے بارے میں میں نے آپ کو بتایا تھا۔" جہانگیر کے ساتھ کھڑے آدمی نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر ان کو سلام کیا۔اس کے چہرے سے لگتا تھا کہ کچھ دیر پہلے اسے بہت بڑا جھٹکا لگا ہے۔

"آؤ وقار بیٹھو۔" وہ سامنے کی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود سربراہی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"میں جانتا ہوں تم یہ بات جان کر کافی حیران ہو گے کہ میں زخرف کا والد ہوں۔" کرسی پر پیچھے کو ٹیک لگائے، دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنسائے وہ اس وقار نامی شخص کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"سچ کہوں سر تو مجھے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا۔" وہ ہکا بکا نہیں دیکھ رہا تھا جیسے ابھی تک اس حقیقت کو قبول نا کر پایا ہو کہ وہ یوسف مرجان خان کے سامنے بیٹھا ہے۔" میں یقین کرنے سے قاصر ہوں کہ وہ زخرف جس کو میں نے اپنی نظروں کے سامنے بڑا ہوتے دیکھا ہے وہ زخرف مرجان خان ہے۔"

"مجھے علم ہوا کہ تم ان چند لوگوں میں سے ہو جن پر زخرف بھروسہ کرتی ہے اور مجھے پورا یقین ہے تم اس ملاقات کا کسی سے ذکر نہیں کرو گے۔ زخرف سے بھی نہیں۔"

"سر مجھے تو عرصہ ہو گیا میں اس سے ملا ہی نہیں، کیا وہ آپ کے پاس۔۔۔"

"نہیں وہ میرے ساتھ نہیں رہتی۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے زخرف کے بچپن کے بارے میں بتاو۔ اس کی فوسٹر فیملی کے بارے میں بتاو۔" باہر سے ایک آدمی

ٹرے میں دو کپ چائے کے لیے کمرے میں داخل ہوا۔ جہانگیر نے فوراً اس سے ٹرے تھامی اور اسے فوراً سے باہر جانے کا اشارہ کیا۔ خود آگے بڑھ کر ایک کپ یوسف کے سامنے اور ایک وقار کے سامنے رکھا۔

"سر اس کے سوتیلے ماں باپ یعنی کے انعام اللہ اور فرزانہ تو ہمیشہ سے سب محلے والوں کو یہی بتاتے آئے تھے کہ وہ انعام اللہ کے کسی دوست کی بیٹی ہے۔ اس کے ماں باپ کا ایک ایکسیڈینٹ میں انتقال ہو گیا اور خاندان میں کوئی نہیں تھا جو اس بچی کو پال سکے لہذا انعام اللہ نے اسے گود لے لیا۔ ہمارا محلہ بہت مڈل کلاس ہے سر۔ جب آپ کی بیٹی کھوئی تھی اس وقت تو کسی کے گھر ٹی وی تک نہیں ہوتا تھا۔ شاید اسی لیے کسی کو شک بھی نہیں گزرا۔"

"انعام اللہ اور وہ عورت، جس کا تم نے نام لیا۔ زخرف کے ساتھ کیسے تھے وہ؟" وہ کپ سے اٹھتے دھوئے کو دیکھ کر بولے۔ انہوں نے کپ کو چھوا تک نا تھا۔ وقار کے پیچھے کھڑا جہانگیر افسوس سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"سر وہ۔۔۔" وقار نے بولنے کی کوشش کی لیکن نا بول سکا۔

"تم تھوڑی دیر کے لیے بھول جاو کہ تم کس کے سامنے بیٹھے ہو۔میں چاہتا ہوں تم مجھے سب سچ بتاو۔" وقار نے چہرہ جھکالیااور بولنا شروع کیا۔

"وہ اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔اکثر اس پر ہاتھ اٹھایا کرتے اور گھر سے بھی نکال دیا کرتے تھے۔زخرف ان لوگوں سے بہت نفرت کرتی تھی۔اس کے سوتیلے ماں باپ اسے پڑھانے پر بھی راضی نہیں تھے،اس لیے وہ بچپن سے ہی کام کیا کرتی تھی تاکہ اپنی پڑھائی کا خرچہ اٹھا سکے۔ کبھی کسی ہوٹل پر تو کبھی کسی کپڑوں کی فیکٹری میں۔"یوسف نے منہ کھڑکی کی جانب موڑ لیا۔یہ سب سننا ان کے لیے آسان نہیں تھا۔

میں ان دنوں گلی کے بچوں کو ٹیوشن پڑھایا کرتا تھا۔وہ میرے پاس پڑھتی تو نہیں تھی لیکن میں ہمیشہ اسے سمجھایا کرتا تھا کہ وہ اچھے سے پڑھا کرے تاکہ اسے اچھی نوکری مل جائے اور اسکا مستقبل سنور جائے۔وہ پڑھائی میں بھی بہت عام سی سٹوڈنٹ تھی۔ میٹرک میں اس نے مشکل سے ساٹھ فیصد نمبر لیے۔مشکل سے ہی اسکا داخلہ ایک گورنمنٹ کالج میں ہوا۔لیکن اس کے بعد نا جانے کیا ہوا؟ شاید

وہ اس سب سے تنگ آگئی تھی، شاید اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ وہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اسے ہر حال میں انٹر میں اچھے مارکس چاہییے تاکہ وہ کسی اچھی یونیورسٹی میں جا سکے اور اسے اچھی نوکری مل سکے۔ اور وہ اس جگہ سے بھاگ سکے۔ میں نے اسے کہا کہ میں اسے فری میں ٹیوشن دوں گا لیکن بدلے میں اسے بہت محنت کرنی ہو گی۔ شروع میں اس کی پڑھائی سے بہت جان جاتی تھی لیکن جب میں اسے یونیورسٹی کی ڈگریوں کے بعد ملنے والی اچھی نوکریوں کے بارے میں بتاتا وہ جوش میں آجاتی۔ وہ کہتی تھی کہ وقار بھائی میں اس جگہ سے نکلنے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔ میں نے کبھی کسی بچے کو اتنی محنت نہیں کرتے دیکھا جتنی اس نے ان دو سالوں میں کی۔ صبح کالج، دوپہر میں نوکری اور رات میں ٹیوشن پڑھنے آتی تھی۔ پھر گھر جا کر بھی گھنٹوں پڑھا کرتی تھی۔ کبھی کبھی تو مجھے لگتا تھا کہ وہ پاگل ہو جائے گی۔ وہ کہتی تھی کہ مجھے اچھی نوکری ملی تو میں یہاں سے چلی جاوں گی، اپنا گھر بناوں گی اور پرسکون زندگی گزاروں گی۔ جب رزلٹ آیا تو اس نے نوے فیصد نمبر لیے تھے۔ اس دن ہم دونوں بہت روئے۔" وقار کی آواز

ڈبڈبائی تھی۔اس نے رک کر آنکھوں میں آئی نمی صاف کی۔اس کمرے میں موجود تینوں نفوس اب ایک دوسرے کو نہیں دیکھ رہے تھے۔

"اس کی سوتیلی ماں نے کہا کہ اب وہ اسے مزید آگے نہیں پڑھنے دے گیں اور اس کی شادی کر دیں گے۔اس وقت میں نے اس کے لیے سٹینڈ لیا۔محلے میں سب میری عزت کرتے تھے لہذا ان کو میری بات ماننی پڑی۔یونیورسٹی میں داخلے کے بعد زخرف کو ایک بہت اچھے کیفے میں نوکری مل گئی تھی۔یونیورسٹی والی زخرف پہلی زخرف سے بہت مختلف تھی۔وہ اس کیفے سے اچھا خاصہ کماتی تھی اس لیے اس کے گھر والوں کا بھی رویہ اس کے ساتھ ٹھیک ہو گیا۔اور ویسے بھی انعام اللہ کی موت کے بعد اس کے پیسوں کی انہیں زیادہ ضرورت تھی۔" وقار نے رک گہری سانس خارج کی۔

"پھر ایک دن اس نے اپنے سب خواب پورے کر لیے۔اسے عزت دار نوکری بھی مل گئی اور وہ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر چلی گئی۔اس کے گھر والوں نے اسے بہت روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں رکی۔میری امی بتا رہی تھیں کہ وہ اب بھی اکثر

وہاں آتی ہے اور اپنی سوتیلی ماں کو پیسے بھی دیتی ہے۔" وقار خاموش ہو گیا۔ یوسف نا ہی کچھ بولے اور نا ہی ان کی جانب چہرہ موڑا۔ جہانگیر نے سر سے وقار کو اشارہ کیا اور وہ باہر کی جانب بڑھ گئے۔ وہ جانتا تھا کہ ابھی انہیں تنہائی کی ضرورت ہے۔

....

وہ کافی ایرٔیا میں آئی تو ایزا وہاں کافی بنا رہی تھی۔ وہ بھی اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی اور کیبن سے ایک مگ نکالا۔

"ایزا۔" ایزا نے تو جیسے سنا ہی نہیں۔ وہ اپنی کافی بنا چکی تھی۔ باہر کی جانب بڑھی جب زخرف اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی اور اسکا راستہ روک لیا۔

"یار ایزا اتنی بھی کیا ناراضگی ہے، اب بس بھی کر دو۔"

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" دو ٹوک لہجے میں بولی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن مجھے کرنی ہے۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کل میں کتنی بڑی مصیبت میں پھنس گئی تھی۔" ایذا نے اس کی بات پر ہونٹ بھینچے۔

"تمہیں اب بھی اپنی پرواہ ہے؟" ایک دم چیخی۔

"دیکھو ایذا تم میری بات سمجھ نہیں رہی۔۔۔۔"

"مجھے سمجھنی بھی نہیں ہے۔ بہت اچھا ہوا جو تمہارا پرس چوری ہو گیا۔ یہی ہونا چاہیے تمہارے ساتھ۔" اس کے ساتھ سے ہو کر باہر نکل گئی۔ زخرف نے کھلے منہ کے ساتھ اسے جاتے دیکھا۔

"تم میری دوست ہو یا دشمن؟ اور نہیں بات کرنی تو بھاڑ میں جاو۔" پیچھے سے چلائی اور غصے سے کافی بنانے لگی۔ زوہا جو باہر کھڑی سب سن رہی تھی اندر آئی اور زخرف کے پاس کھڑی ہوئی۔

"زی مجھے تمہارے لیے بہت برا لگ رہا ہے۔ تمہاری دوست کو تم سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔" اپنی گھنگریالی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے بولی۔

زخرف جس کا پہلے ہی پارہ ساتویں آسمان پر تھا اس نے زوہا کی طرف دیکھا۔

"تمہیں کتنی دفعہ میں نے کہا ہے زوہا کہ میرا نام زخرف ہے۔ آئیندہ کے بعد تم میرا نام نہیں بگاڑو گی۔" سختی سے بولی اور اپنی کافی بنانے لگی۔ ایک دم اسے رونے کی آواز آئی۔ اس نے زوہا کی جانب چہرہ موڑا تو وہ منہ پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔

زخرف ہکا بکا سی اپنا کپ چھوڑ اس کے پاس آئی۔

"زوہا، تم نے رونا کیوں شروع کر دیا ہے؟" اس کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ وہ رونے کیوں لگی ہے۔

"میں ہمیشہ تم سے اچھے سے بات کرتی ہوں اور تم ہمیشہ ایسے ہی بات کرتی ہو۔" وہ بچوں کی طرح روتی ہوئی ہچکیوں کے بیچ بولی۔ اس نے چہرے سے ہاتھ ہٹائے تو زخرف نے دیکھا اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں تم سے بری طرح بات نہیں کرتی۔ وہ تو تم میرا نام بگاڑتی ہو اسی لیے مجھے برا لگتا ہے۔"

"تو ایذا بھی تو تمہیں یہی کہتی ہے نا۔" اس کے آنسوں رک نہیں رہے تھے بلکہ ٹپ ٹپ گرتے جا رہے تھے۔ زخرف نے ٹشوّ باکس سے ایک ٹشو نکال کر اسے پکڑایا جو اس نے تھام لیا۔

"ہاں کیوں کہ وہ بہت ڈھیٹ انسان ہے۔ یقین کرو، شروع میں میں اسے بھی بہت ٹوکا کرتی تھی لیکن وہ نہیں سنتی۔"

"میں جانتی ہوں تم مجھے پسند نہیں کرتی۔ کوئی بھی مجھے پسند نہیں کرتا کیونکہ میں موٹی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ رکی نہیں بلکہ روتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی۔ زخرف نے اسے آواز دی لیکن وہ نہیں رکی۔ اس نے زور سے مگ شیلف پر پٹخا۔

"جسے دیکھو اس دنیا میں صرف مجھ سے ہی مسئلہ ہے۔" غصے سے بولی۔ لیکن اندر سے اسے زوہا کے لیے بہت برا لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زخرف نے ایک دو دفعہ پھر اس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن زوہا اس سے کوئی بھی بات کرنے پر راضی نہیں تھی۔

••••••••••••••••••••••••

وہ ایک گفٹ شاپ کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئی تو ایک مودب سا لڑکا اس کی جانب بڑھا۔

"میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں میم۔"

"مجھے مدرز ڈے کے لیے گفٹ چاہیے۔"

www.novelsclubb.com

لڑکا اسے دوکان کے ایک دوسرے حصے میں لے گیا جسے فیری لائٹس سے سجایا گیا تھا۔اوپر نیون سائن سے بڑا سا مدرز ڈے لکھا تھا۔وہ اسے ایک کے بعد ایک خوبصورت چیزیں دکھاتا گیا۔زخرف کی نظر ایک جھولے پر پڑی۔اس پر دو باربیز بیٹھی تھیں۔ان دونوں نے لال رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔وہ ماں اور بیٹی تھیں۔

اس نے یوسف مرجان کے کسی انٹرویو میں سن رکھا تھا کہ لال رنگ ایما کا پسندیدہ رنگ ہے۔اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ جھولا تھاما۔اسی دوران تین ٹین ایجر بچے دوکان کے اس حصے میں داخل ہوئے۔وہ اونچی اونچی کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔

"سوفیا مما ہمیشہ تمہیں تمہاری برتھڈے پر گفٹ دیتی ہیں۔۔وہ سال کے تین سو پینسٹھ دن تمہارا خیال رکھتی ہیں۔کیا تم ان کے گفٹ میں تھوڑے سے پیسے نہیں ملا سکتی؟"ایک تقریباً بیس سال کا لڑکا اپنی پندرہ سولہ سالہ بہن کو سمجھا رہا تھا۔

زخرف نے لڑکے کو جھولہ پیک کرنے کا بولا،دھیان ان بچوں کی باتوں کی جانب تھا۔

"میں نے کہا نا مجھے وہ کیمرہ خریدنا ہے۔اگر میں نے گفٹ میں پیسے ڈال لیے تو میرے پیسے کم پڑ جائیں گے۔"اس کی بہن اضطراب کی حالت میں ناخن کترتی ہوئی بولی۔

"کم آن سوفیا تم مما کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی؟تم ایک دفعہ سوچو کہ وہ ہمارے تحفے سے کتنا خوش ہو جائیں گی۔"ان کی دوسری بہن بولی۔

"مما کے پاس سب کچھ ہے انہیں ایک گفٹ نا ملنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

وہ لڑکی اتنا بول کر دوکان سے باہر نکل گئی۔اس کے بہن بھائی سر جھٹک کر گفٹس دیکھنے لگے۔

زخرف جب باہر آئی تو وہ لڑکی شاپ کے باہر ایک بینچ پر بیٹھی تھی، شاید اپنے بہن بھائی کا انتظار کر رہی تھی۔ گود میں چھوٹا ساپرس تھا جس پر ہاتھ جمار کھے تھے۔وہ سامنے ایک دوکان کو دیکھ رہی تھی جس کے شیشے سے کئی قسم کے کیمراز پڑے جھلک رہے تھے۔زخرف چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور بینچ پر بیٹھ گئی۔

"تم جانتی ہو میں نے یہ گفٹ اپنی مدر کے لیے لیا ہے لیکن میں یہ انہیں دے نہیں سکتی۔"لڑکی نے منہ موڑ کر اسے دیکھا پھر اس کی گود میں پڑے پیک ہوئے گفٹ کو۔

"کیوں؟"

"کیونکہ میری ماں نہیں ہے۔"زخرف سامنے گزرتی ٹریفک کو دیکھ رہی تھی۔"

تم جانتی ہو جب میں گھر جاتی ہوں تو میری ماں دروازے پر کھڑی میرا انتظار نہیں

کر رہی ہوتی، میں جتنی ہی تھکی کیوں نا ہوں مجھے خود جا کر کھانا بنانا پڑتا ہے کیونکہ میرے کچن میں میر اماں کا بنایا ہوا کھانا نہیں ہوتا۔ میری برتھ ڈیز پر وہ مجھے تحفے نہیں دیتیں۔ جب مجھے کوئی پریشان کرتا ہے تو میرے پاس ماں کی گود نہیں ہے جس پر سر رکھ کر میں رو سکوں۔" لڑکی کی نظریں زخرف کے چہرے پر ٹکی تھیں۔ پرس پر جمے ہاتھ اب قدرے ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

"کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ ماں کے بغیر زندگی کیسی ہوتی ہے۔" وہ اٹھی اور بغیر اس لڑکی کو دیکھے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ جب تک اس کی گاڑی نہیں چلی گئی وہ لڑکی اس کو دیکھتی رہی۔ زخرف کے جانے کے بعد اس نے شیشوں میں مقید ان کیمروں کو دیکھا اور پھر اپنی گود میں رکھے چھوٹے سے پرس کو جس میں اس کی جمع کی ہوئی رقم تھی۔ وہ کئی لمحے یونہی بیٹھی رہی جیسے کوئی فیصلہ کر رہی ہو۔ پھر اٹھی اور واپس اس شاپ کی جانب بڑھ گئی جہاں اس کے بہن بھائی ان کی ماں کا تحفہ خرید رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

....

اپارٹمنٹ کادروازہ کھولتے ہی کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں اس کے کان میں پڑیں۔وہ لاونج میں آئی،میز پر گفٹ پیک رکھااور صوفے پر بیٹھ کر جھک کراپناجوتا اتارنے لگی۔جوتااتار کراس نے ٹانگیں اوپر کرلیں اور پیچھے یوسف کی جانب مڑی۔ وہ کچن میں کھڑے دو مگس میں چائے ڈال رہے تھے۔

"کیاہم بات کرسکتے ہیں؟"وہ دونوں مگ تھامے صوفے تک آئے،ایک اسے پکڑایاجواس نے تھام لیااور دوسرا مگ پکڑے اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔

"میں جانتاہوں تم کل کے بارے میں بات کرناچاہتی ہو۔"

"نہیں مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔"زخرف نے چائے کامگ میز پر رکھا،ایک کشن گود میں رکھ کرمکمل ان کی جانب گھومی۔یوسف نے حیران ہوکر اس کودیکھا۔

"مجھے ایما کے بارے میں بات کرنی ہے۔اپنی ماں کے بارے میں۔"یوسف نے بھی مگ میز پر رکھ دیا۔اس کے منہ سے پہلی دفعہ ایما کا ذکر سن کر وہ کافی حیران ہوئے تھے۔

"کیا ہوا؟"وہ ان کی خاموشی پر بولی۔

"کچھ نہیں۔پہلے تم نے کبھی اپنی ماں کا ذکر نہیں کیا۔"

"تو اب کر رہی ہوں۔آپ مجھے بتائیں گے میری ماں کے بارے میں؟"اس کی بھوری آنکھیں بے رنگے پانی سے چمک رہی تھیں۔

"بتائیں نا۔"زخرف نے صوفے کے ساتھ سر ٹکا لیا۔نظریں یوسف کے چہرے پر تھیں۔وہ سامنے ٹی وی کی ویران سکرین کو دیکھتے بولنے لگے۔

"ایما۔۔۔ایما میرے لیے اس دنیا کی سب سے خوبصورت عورت تھی۔اس کا دل اتنا خوبصورت اور اتنا نرم تھا کہ میں نے آج تک اتنا نرم دل انسان نہیں دیکھا۔وہ انسانوں سے زیادہ باتیں پودوں اور جانوروں سے کیا کرتی تھی۔کسی کا دل دکھانا تو

دور کی بات ہے وہ کبھی کسی سے اونچی آواز میں بھی بات نہیں کرتی تھی۔ کبھی کبھی تو وہ مجھے بلکل unreal لگتی تھی۔جب وہ شادی کر کے یہاں آئی تھی تو اس کے مذہب اور مختلف کلچر کی وجہ سے لوگ اکثر اسے باتیں سنا جاتے تھے لیکن وہ کبھی کسی کو جواب نہیں دیتی تھی۔وہ مجھے کہتی تھی کہ لوگوں کو جواب دینے کے لیے میں ان کے مقام پر کیوں اتروں۔وہ بہت کم گو تھی۔وہ زیادہ سننا پسند کرتی تھی۔ میرے ساتھ بھی وہ زیادہ مجھے ہی سنتی تھی۔لیکن جانتی ہو زخرف جب وہ تمہیں ایکسپیکٹ کر رہی تھی تو وہ ساری ساری رات مجھ سے باتیں کرتی تھی۔وہ اولاد کے تصور سے ہی خوشی سے نہال تھی۔وہ کہتی تھی کہ یوسف میری خواہش ہے کہ میری بیٹی ہو۔"ایک آنسوں زخرف کی بائیں آنکھ پر لڑھک گیا۔

"وہ مجھ سے کہتی تھی کہ یوسف مجھ سے انتظار نہیں ہوتا کہ کب میری بیٹی اس دنیا میں آئے گی اور کب میں اسے اپنے ہاتھوں میں تھاموں گی۔وہ تمہارے لیے بہت پلاننگ کیا کرتی تھی۔تم کس سکول میں پڑھو گی، ہم گرمیوں کی چھٹیاں کہاں منانے جایا کریں گے۔تمہارے پیدا ہونے کے بعد وہ سب کچھ بھول گئ تھی۔وہ ہر وقت

تم میں ہی مگن رہا کرتی تھی۔اسے دل کا عارضہ تھااور وہ کافی تکلیف میں رہتی تھی لیکن اس سب کے باوجود وہ تمہارا ہر طرح سے خیال رکھتی تھی۔اکثر میری رات کو آنکھ کھلتی تو وہ تمہارے سرہانے بیٹھ کر تمہیں یونہی دیکھ رہی ہوتی۔وہ کہتی تھی کہ میں جتنا زخرف کو دیکھ لوں میرا دل نہیں بھرتا۔" وہ لمحے بھر کو رکے،اپنا رندھا ہوا گلا صاف کیا۔وہ زخرف سے نظریں نہیں ملا رہے تھے۔"جب تم دو سال کی تھی تو ایک دن اس کے دل میں شدید تکلیف ہوئی اور وہ دم توڑ گئی۔" یہ کہتے ان کی آواز ہلکی سی کانپی تھی۔اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔زخرف ان کے چہرے پر در آئی تکلیف دیکھ سکتی تھی۔

"پھر، پھر کیا ہوا؟ وہ اپنی بیٹی کو ہمیشہ کے لیے اس ظالم دنیا کے حوالے کر کے چلی گئیں۔" وہ آہستگی سے بولی۔یوسف نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔انہوں نے ایک ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ صاف کیا۔زخرف نے سیدھے ہو کر گفٹ پیک پکڑا،اسے کھول کر اس کے اندر سے جھولا نکالا اور اسے ہاتھوں میں تھام کر پھر سے صوفے سے ٹیک لگالی۔

"بتائیں نا پھر کیا ہوا؟" یوسف حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"تمہاری ماں کی کہانی ختم ہو گئی ہے۔" وہ اس کے ہاتھ میں موجود جھولے کو دیکھ کر بولے، جس پر ماں بیٹی لال لباس میں بیٹھیں مسکرا رہی تھیں۔ انہیں یاد آیا کہ لال رنگ ایما کا پسندیدہ رنگ تھا۔

"تو کیا آپ اپنی کہانی نہیں سنائے گے مجھے؟" وہ ان کی چھوٹی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔

"تم میری کہانی پر یقین کر لو گی؟" انہیں سخت حیرت تھی، وہ واقعی ان کی کہانی سننا چاہتی تھی؟

"اور اگر میں کہوں کہ میں یقین کر لوں گی۔" شاید وہ آج ہر بات پر یقین کرنا چاہتی تھی۔

"کیا واقعی؟" زخرف نے اوپر نیچے سر ہلا دیا۔ یوسف پھر سے سامنے دیکھنے لگے۔ اس دن کو بیان کرنا بہت تکلیف دہ تھا لیکن انہیں کرنا تھا۔ وہ آنکھیں بند کر

کے اس دن کو اپنے ذہن میں لانے لگے جو کہ اپنے ساتھ کئی خوبصورت رنگوں کو لایا تھا اور جاتے ہوئے ان کی زندگی کے سب رنگ اپنے ساتھ لے گیا۔

تئیس سال پہلے، تاریخ تھی اکتیس دسمبر

مرجان ہاوس آج پوری طرح سے رنگوں میں گھرا ہوا تھا۔ ہر طرف ملازم دوڑتے ہوئے تیاریوں میں مصروف تھے۔ وہ کئی مختلف رنگوں کے پھولوں سے لان کو سجا رہے تھے۔ سورج اس گھر کی تیاریوں کو دیکھتا دھیرے دھیرے مغرب کی جانب بڑھ رہا تھا۔ سورج ڈوبنے کے دہانے پر تھا جب اسے اس گھر کے لان میں چمک دمک والے لباس پہنے نفوس، چہروں پر مسکراہٹ سجائے کرسیوں پر بیٹھے نظر آئے۔ گھر کی سیڑھیوں سے ایما اور یوسف مسکراتے ہوئے اتر رہے تھے۔ یوسف نے دو سالہ زخرف کو اٹھا رکھا تھا جس کا آج جنم دن تھا۔ وہ ہر ایک پاس جا جا کر مسکرا کر ان سے ملتے گئے۔ کوئی انہیں رشک سے دیکھتا تو کوئی حسرت سے۔ اور کوئی حسد سے۔ وہ ایک آئیڈیل فیملی تھی۔ بلکل مکمل فیملی۔ سورج ڈوب گیا اور کچھ ہی دیر بعد چاند اس گھر کے سر پر آن کھڑا ہوا۔ لان میں ہیٹرز آن ہو چکے تھے۔ اب

www.novelsclubb.com

ایمااور یوسف ایک خوبصورت سی میز کے پاس کھڑے تھے جس پر بڑا سا کیک رکھا تھا۔ان دونوں نے زخرف کا ہاتھ تھامااور کیک کاٹنے لگے۔لوگ تالیاں بجاتے، سالگرہ کا گیت گا رہے تھے۔یوسف نے کیک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر تھوڑا سا زخرف کے منہ میں ڈالا۔اس کے بعد انہوں نے وہی ٹکڑا ایما کی جانب بڑھایا۔اور ایما کا چہرہ دیکھتے ہی ان کے ہاتھ سے کیک کا ٹکڑا نیچے جا گرا۔ایما نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھااور وہ عجیب نظروں سے یوسف کو دیکھ رہی تھی۔

"ایما۔۔۔" وہ زور سے چلائے۔ایک دم ہڑبڑی سی مچ گئی۔ایما وہیں دل پر ہاتھ رکھے نیچے گر گئی۔

اب ایک گاڑی سیکیورٹی کی گاڑیوں کے حصار میں سڑک پر دوڑ رہی تھی۔چاند اس گاڑی کے ساتھ سفر کرتا دیکھ سکتا تھا کہ کچھ دیر پہلے اس دنیا کی خوشحال دکھنے والی فیملی اب زندگی اور موت کے بیچ تھی۔گاڑی میں یوسف کی ملازمہ بوا، زخرف کو اٹھائے اگلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔پیچھے یوسف تھے اور ایما کا سر انکی گود میں تھا۔وہ تکلیف سے تڑپ رہی تھی۔

"تمہیں کچھ نہیں ہو گا ایما، ہم ابھی ہسپتال پہنچ جائیں گے۔" ایما کے ہلکے ہلکے لب ہلے تو انہوں نے اپنا کان اسکے لبوں کے قریب کیا۔

"زخرف، میری زخرف کا خیال۔۔۔" اور ایما کے سرگوشیاں کرتے لب جامد پڑ گئے۔

ہسپتال پہنچتے ہی ڈاکٹرز نے انہیں اطلاع دی کہ اس کے راستے میں ہی دم پورے ہو چکے۔ ہسپتال کے کمرے میں اس پر سفید چادر اوڑھ دی گئی۔ بوا کے ہاتھوں میں زخرف گلا پھاڑ پھاڑ کر روئے جا رہی تھی۔ یوسف ایما کے سر سے سر ٹکائے برف کا مجسمہ بنے بیٹھے تھے جب انکا ایک گارڈ ہڑبڑی میں کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایک ڈاکٹر بھی تھا۔

"سر وہ لوگ۔۔۔۔۔" یوسف نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"سر وہ لوگ آ گئے ہیں۔ ہماری ساری سیکیورٹی بھاگ گئی ہے۔ باہر پورا کاریڈور خالی ہے، وہ لوگ کسی بھی لمحے۔۔۔" یوسف کے برف ہوئے جسم میں گرم

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خون دوڑنے لگا۔ وہ تیزی سے اٹھے اور بوا سے زخرف کو پکڑا۔ وہ ابھی بھی گلا پھاڑ کر رو رہی تھی۔

"یہاں پیچھے ایک بھاگنے کی جگہ موجود ہے۔" ڈاکٹر فوراً سے بولا۔ یوسف نے زخرف کو ہسپتال کی ایک سفید چادر میں لپیٹا اور خود کو بھی مکمل طور پر ایک چادر سے ڈھک لیا۔

"بوا کو لے کر گھر جاو۔" گارڈ سے بولے۔ پھر ایما کی جانب مڑے۔ "میری ایما کو عزت سے میرے گھر پہنچا دینا۔" اور اپنا چہرہ ڈھک کر ڈاکٹر کے پیچھے بھاگے۔ وہاں ہسپتال کی بیک سائڈ پر تنگ سے کاریڈور تھے جو کاٹھ کباڑ سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ ان میں دوڑتے اپنے پیچھے مچے شور کو سن سکتے تھے۔ زخرف پورے زور سے روئے جا رہی تھی۔ انہیں بہت سے قدم ان کے پیچھے آتے محسوس ہونے لگے۔ شاید وہ رونے کی آواز کا پیچھا کر رہے تھے۔ کاریڈور ختم ہوا تو آگے ایک دروازہ تھا جسے ڈاکٹر نے فوراً سے کھولا۔

www.novelsclubb.com

"یہاں سے بھاگ جائیں۔" اور یوسف بغیر پیچھے مڑے بھاگ گئے۔ قدم ہنوز دور کہیں پیچھے سنائی دے رہے تھی۔ باہر سڑک پر پہنچ کر وہ رکے۔ فٹ پاتھ پر ایک آدمی بیٹھا تھا۔ وہ دوڑ کر اس تک آئے۔ وہ جانتے تھے وہ جلد پکڑے جائیں گے۔ انہوں نے بغیر کچھ سوچ سمجھے زخرف کو اس آدمی کی گود میں ڈال دیا۔ آدمی نے حیران ہو کر سفید چادر میں لپٹے اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔ یوسف نے اپنا چہرہ ننگا کر کے اسے دکھایا۔

"میری بیٹی کو یہاں سے لے جاو۔ وہ اسے مار دیں گے۔ ابھی اسے لے کر یہاں سے اوجھل ہو جاو اور کچھ دیر بعد مجھے یہیں ملنا۔" اتنا کہہ کر وہ واپس ہسپتال کی جانب دوڑے۔ اب وہاں کوئی قدموں کی آواز نہیں تھی۔ جس دروازے سے وہ آئے تھے اس کے آگے کاریڈور بھی بلکل خالی تھا۔ انہیں نہیں سمجھ آئی تھی کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ وہ واپس دیوانہ وار سڑک کی جانب دوڑے۔ وہاں فٹ پاتھ پر اب کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ وہ آدمی کہیں نہیں تھا۔ وہ اپنا چہرہ ڈھک کر وہی فٹ پاتھ پر بیٹھ کر اس آدمی کا انتظار کرنے لگے۔ وہ اپنی

انگلیوں پر مسلسل کچھ پڑھ رہے تھے۔اور امید سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے جیسے ابھی وہ آدمی کسی کونے سے نکل آئے گا۔چاندادا اسی سے اس شخص کو دیکھے گیا۔ان کا جسم ڈھنڈ سے کانپ رہا تھا۔کچھ لمحے گزرے اور انہیں احساس ہوا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔وہ اٹھے اور دیوانہ وار سڑک پر بھاگنے لگے۔وہ گاڑیوں کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے،وہ چلا چلا کر لوگوں سے پوچھنا چاہتے تھے کہ ان کی بیٹی کہاں گئی۔لیکن اتنی سردی کی رات میں کوئی بھی گاڑی نہیں روک رہا تھا۔اس رات چاند یوسف مرجان کو یونہی سڑکوں پر بھاگتے دیکھتا رہا۔چند لمحے پہلے والے رنگ کہیں غائب ہو گئے تھے۔وہ اپنی بیوی اور اپنی بیٹی کو ایک ہی رات میں گنوا بیٹھے تھے۔

جب وہ چل چل کر تھک گئے تو ایک سڑک کے کنارے ویرانے سے میں بیٹھ کر رونے لگے۔وہاں سے کئی گاڑیاں گزر رہی تھیں لیکن کوئی بھی اس دیوانہ وار رونے والے شخص کے لیے نہیں رک رہا تھا۔سڑک پر ایک موٹر سائکل آیا اور ان کے پاس رکا۔نوجوان موٹر سائکل سے اتر کر ان کے قریب آیا اور جھک کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"آپ ٹھیک تو ہیں میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟" یوسف نے سر اوپر اٹھایا تو چہرہ آنسوؤں سے بھیگا تھا اور ہونٹ ٹھنڈ سے نیلے پڑ رہے تھے۔

"میری بیٹی۔۔۔ مجھے میری بیٹی لادو۔" وہ اس نوجوان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔

"یوسف مرجان؟" اس نوجوان نے حیرت سے انہیں دیکھا۔ "آپ؟"

"وہ میری بیٹی کو ماردیں گے۔ پلیز اسے بچالو۔" وہ امید سے اس آدمی کو دیکھتے بول رہے تھے۔

"مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی۔ آپ یہاں پر۔۔۔۔۔ اور آپ کی بیٹی؟ کیا ہوا اسے؟" وہ ان کے پاس نیچے بیٹھ گیا۔

"میں نہیں جانتا کیا ہوا ہے۔ میں بس اتنا جانتا ہوں کہ کچھ دیر پہلے میری بیٹی میرے ہاتھوں میں تھی لیکن اب نہیں ہے۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو کسی کی گود میں ڈال دیا۔" ان کے نیلے ہونٹ کپکپانے لگے۔ چھوٹی آنکھیں

www.novelsclubb.com

آنسوؤں سے دھندلی ہوتی جارہی تھیں۔نوجوان نے ایک ہاتھ بڑھا کر ان کے کندھے پر رکھا۔

"مجھے آپ کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی۔میں آپ کو آپ کے گھر لے چلتا ہوں۔ آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔میرا نام جہانگیر ہے۔"اس نے دونوں کندھوں سے انہیں اٹھا کر کھڑا کیا۔

"میری بیٹی۔۔۔"وہ مسلسل ایک ہی لفظ بول رہے تھے۔

گھر جا کر انہیں علم ہوا کہ جس گارڈ نے انہیں آکر اطلاع دی تھی وہ بھی بھاگ چکا ہے اور وہ ڈاکٹر بھی غائب ہو چکا ہے البتہ بوا اور ایما کی ڈیڈ باڈی ان کے گھر صحیح سلامت پہنچ چکی تھی۔اگلے دن سے پولیس نے بھی زخرف کی تلاش شروع کر دی۔یوسف ایک عرصہ تک اس سڑک پر روز جایا کرتے تھے۔انہیں انکا دل جھوٹی تسلیاں دلایا کرتا تھا۔کیا پتہ آج وہ شخص ان کی بیٹی کو واپس لے آئے۔کیا پتہ وہ ان کے دشمنوں کے ہاتھوں نا لگے ہوں اور وہ آدمی انکی بیٹی کو لے کر کہیں اوجھل ہو گیا ہو۔لیکن یوسف مرجان نے اس آدمی کو دوبارہ پھر کبھی نہیں دیکھا۔

موجودہ دن۔

"وہ سب واصف آغانے کیا تھا۔ مجھ سے کیس ہارنے پر وہ دشمنی پر اتر آیا تھا۔ اس سے پہلے کئی بار اس نے تمہیں مارنے کی دھمکی دی تھی۔ میں نے ہر لحاظ سے گھر کی سیکیورٹی بڑھادی تھی، تمہیں کہیں باہر بھی نہیں لے کر جاتے تھے۔ وہ دن میرے اور ایماکے لیے بہت تکلیف دہ تھے۔ وہ تمہیں لے کر واپس جانا چاہتی تھی لیکن میں نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا۔ میں تم دونوں کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اور یہی میری بہت بڑی غلطی تھی۔ تمہیں اور ایما کو کھونے کے بعد جب میں کچھ دنوں بعد سنبھلا تو میں نے بہت کوشش کی کہ میں میڈیا پر جا کر اس کا بات کا شور مچاؤں۔ لیکن ان دنوں میڈیا آزاد نہیں ہوتا تھا۔ مجھے ایک پریس کانفرنس بھی نہیں کرنے دی گئی۔ اور تو اور واصف آغانے دھمکی دی کہ اگر میں عدالت گیا تو میرے بنائے گئے سکولز میں بچوں سمیت آگ لگوادے گا۔ میرے وکلاء نے بھی مجھے بتایا کہ وہ لوگ سب ثبوت مٹا چکے ہیں اور میں کسی بھی صورت میں کیس نہیں جیت سکتا۔ لہذا میں نے خاموشی اختیار کرلی اور میڈیا کو انوالو کیے بغیر تمہیں تلاش کرنا شروع

کر دیا۔ مجھے یقین تھا کہ میرا اللہ میرے ساتھ انصاف کرے گا۔ مجھے یقین تھا کہ جو رب یعقوب کو یوسف لوٹا سکتا ہے وہ میری بیٹی کو بھی مجھ سے ملوا دے گا۔"

زخرف نے دھیرے سے اپنا سر ان کی گود میں رکھا اور ایک ہاتھ بڑھا کر ان کے جھریوں والے چہرے پر پھیرا اور ان کے آنسوں صاف کیے۔

"آئی ایم سوری۔۔ بابا۔" یوسف نے جھک کر اسکا چہرہ دیکھا۔ وہ لفظ تھا کہ کیا؟ یہ لفظ سننے کے لیے انہوں نے کتنے سال انتظار کیا تھا؟ اس ایک لفظ بابا نے یوسف کے دل پر سالوں سے لگے زخموں پر دھیرے سے مرہم رکھا تھا۔ کبھی وہ جھک کر اس کے سر پر بوسہ دیتے تو کبھی اس کے ہاتھ چومتے۔ وہ ہنس رہے تھے اور وہ رو رہے تھے۔ انہیں انکی بیٹی واپس مل گئی تھی۔ یوسف مرجان کو اپنی زخرف واپس مل گئی تھی۔

....

آج اس نے مونگیا رنگ کی شوار قمیض پہن رکھی تھی۔ پیروں میں نیوڈ ہیلز تھیں اور بال سیدھے کر کے کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ وہ اپنے اپارٹمنٹ سے نکلی اور دائیں جانب والے اپارٹمنٹ کا دروازہ بجایا۔ ارسم نے دروازہ کھولا تو وہ بھی باہر جانے کے لیے تیار سا تھا۔

"جی خطرناک ہمسائی صاحبہ۔" ہلکی سی مسکراہٹ سے بولا۔ اب اسے دیکھ کر وہ برے منہ کم ہی بناتا تھا۔

"مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" وہ بلکل سنجیدہ تھی۔

"اللہ ہی خیر کرے۔۔۔ بولو۔"

"یہاں نہیں۔ لنچ ٹائم پر فری ہو گے؟"

"بلکل اگر لنچ تمہارے پیسوں کا ہو۔" زخرف نے ہاتھ آگے بڑھا کر ایک سٹکی نوٹ اس کے دروازے پر چپکا دیا۔

"یہاں آجانا، دو بجے۔" کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی۔ ارسم نے سٹکی نوٹ اتارا۔ وہ کسی کیفے کا ایڈریس تھا۔

دوپہر میں بے حد مشکل سے وہ جمیل سے اجازت لے کر وہاں آئی۔ انار گل اسے دیکھتے ہی بے حد خوش ہو گیا تھا۔ ارسم ابھی نہیں آیا تھا لہذا اس نے انار گل کو ایک چائے لانے کا بولا اور ایک کھڑکی کے ساتھ والے ٹیبل پر انتظار کرنے لگی۔ ارسم جیسے ہی وہاں داخل ہوا تو وہ سامنے بیٹھی نظر آگئی۔

"وہ اسے سلام کرتا ابھی بیٹھنے ہی لگا تھا کہ دور سے چائے لاتا انار گل ایک دم چلایا۔

"اوئے الو کا پٹھا، تم کو باقی میز نظر نہیں آتی کیا؟ ہمارا خورے کے ساتھ کیوں بیٹھ رہا ہے۔" ارسم کنفیوز سا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ زخرف اپنی ہنسی پر قابو نا رکھ پائی اور ایک دم ہنس پڑی۔ انار گل نے زخرف کی چائے اسکے سامنے رکھی اور دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر ارسم کو گھوری ڈال کر دیکھنے لگا۔ زخرف نے بمشکل ہنسی دبائی اور انار گل سے مخاطب ہوئی۔

"بچے میں اسے جانتی ہوں اور میں نے ہی اسے یہاں بیٹھنے کا بولا ہے۔"

"لیکن ام اسکو نہیں جانتا خورے۔"

"میں نے کہا نا وہ میرے ساتھ ہے تم جاو جا کر ایک اور چائے لے کر آو۔" انار گل برے سے منہ بناتا وہاں سے چلا گیا۔ زخرف نے ارد گرد کے لوگ جو انہیں دیکھنے لگے تھے ان سے معذرت کی اور ارسم کا چہرہ جو اس بچے کی حرکت پر ہکا بکا سا تھا، دیکھ کر پھر سے ہنس پڑی۔

"بہت فنی تھا ہے نا؟ بلکل تمہارا بھائی لگتا ہے۔" وہ تپ کر بولا۔ زخرف نے ہنسی روکی، چائے کا گھونٹ بھرا اور لہجہ ذرا سنجیدہ کیا۔

"میں نے تم سے اس دن کے بارے میں بات کرنی تھی اسی لیے بلایا ہے۔"

انار گل ارسم کی چائے بھی رکھ گیا تو اس نے بھی کپ اٹھا لیا۔

"کیا میں نے اس دن سب کچھ کلیئر نہیں کر دیا تھا؟" وہ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میں کوئی پاگل نہیں ہوں ارسم کہ ان باتوں پر یقین کرلوں۔ تمہیں کیسے علم ہوا کہ میں اس کمرے میں ہوں اور تم اتنی آسانی سے وہاں کیسے گھس گئے؟" ارسم کچھ دیر خاموشی سے چائے پیتا رہا۔ کپ خالی کر کے میز پر رکھا اور اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا۔

"میں جب اندر آیا تھا تو تمہیں اغوا ہوئے گھنٹوں گزر چکے تھے۔ تم نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ میں اتنی دیر سے کیوں آیا؟ کیونکہ زخرف میں کوئی پاگل نہیں ہوں۔ میں بغیر کچھ سوچے سمجھے وہاں کود کر تمہیں بچانے نہیں آسکتا تھا۔ جن لوگوں نے تمہیں پکڑا تھا ایسے لوگوں کو خریدنے میں وقت لگتا ہے۔" وہ بلکل نارمل انداز میں بولا۔

www.novelsclubb.com

"کیا؟ تم نے انکو پیسے دیے تھے؟" زخرف نے کپ نیچے رکھ کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"تو اور کیا کرتا میں۔" زخرف کے منہ میں الفاظ ختم ہو گئے تھے۔ وہ حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری جان بچانے کے لیے یہ ضروری تھا۔" وہ اس کی حیرت کو بھانپتے ہوئے بولا۔

"کیا ڈیل کی تھی تم نے ان سے؟" اس کی بھوری آنکھیں لال ہو گئی تھیں۔

"زیادہ کچھ نہیں۔ان کے آرڈر کیے ہوئے کھانے میں نیند کی گولیاں ڈلوائی تھیں اور دو گارڈز کو خریدا تھا جنہوں نے میرے لیے راستہ آسان کر دیا۔" وہ بے حد آرام سے بول رہا تھا۔

"کتنی قیمت دی تھی تم نے ان کو؟"

"زخرف جانے دو، میرے لیے وہ رقم بہت معمولی تھی۔"

"یعنی تم واقعی ایک امیر بزنس مین ہو۔"

"تمہیں کس نے کہا یہ؟ کہیں تم ابھی بھی میری جاسوسی تو نہیں کر رہی۔" اب کے آنکھوں کو مشکوک کر کے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ایک امیر بزنس مین اتنی معمولی بلڈنگ میں کیوں رہے گا۔" وہ اس کی بات کو نظرانداز کر کے بولی۔

"اف میں نے آج تک کسی کے اتنے سوالوں کے جواب نہیں دیے۔ ٹھیک ہے تمہیں سننا ہے نا تو سنو۔ میں واقعی ایک بزنس مین ہوں۔ یہاں کا لوکل اس لیے لگتا ہوں کیونکہ میں یہیں پاکستان میں پیدا ہوا تھا۔ میں بہت چھوٹا تھا جب میری فیملی آسٹریلیا موو ہو گئی تھی۔ کئی سالوں بعد میں دبئی چلا گیا اور وہاں اپنا بزنس شروع کیا۔ آج کل پاکستان کسی کام کی وجہ سے آیا ہوں۔ اور ہاں اس بلڈنگ میں بھی کسی مجبوری کی وجہ سے رہ رہا ہوں۔ اب تمہیں اپنی مجبوریاں نہیں بتا سکتا۔ اتنا کافی ہے؟"

"نہیں ایک اور بات پوچھنی ہے۔" ارسم نے ہنس کر سر جھٹکا۔

"صحیح کہتے ہیں عورت سے ڈیل کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ ٹھیک ہے پوچھو۔"

"تم نے میری مدد کیوں کی؟" وہ اس کے طنز کو پھر سے نظرانداز کر کے بولی۔

www.novelsclubb.com

"اف کتنی دفعہ بتا چکا ہوں، یقین کیوں نہیں آتا تمہیں؟ کوئی بھی ہوتا تو میں یہی کرتا۔اور ویسے بھی عورتوں کی تو میں خاص طور پر بہت عزت کرتا ہوں۔"

"خیر اس بات تو مجھے شک ہے۔" زخرف سنجیدہ سی بولی۔وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔پھر وہ دونوں ایک دم ہنس پڑے۔کچھ دیر ان کے بیچ خاموشی رہی، پھر زخرف دھیرے سے بولی۔

"میں نے جو کچھ بھی کیا ارسم، میرا مطلب ہے بار بار تمہارے پیچھے آنا اور وہ تصویر۔میں ایسی نہیں ہوں۔میں بس بہت پریشان تھی۔" وہ کپ کے پیندے میں بچی تھوڑی سی چائے کو دیکھتے ہوئی بول رہی تھی۔

"اس سارے جملے میں سوری کہاں تھا؟" زخرف نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تو سوری کہہ بھی کون رہا ہے۔اتنا بھی ظلم نہیں کر دیا میں نے تم پر کہ اب میں معافی مانگوں۔"

www.novelsclubb.com

"بلکل سوری تو مجھے کہنا چاہیے جو میں نے تمہاری جان بچائی۔" وہ بغیر شرمندہ ہوئے باہر دیکھنے لگی۔

"ویسے کافی کنجوس ثابت ہوئی ہو تم۔ لنچ کا بول کر صرف چائے پر ٹرخا دیا ہے۔"

"زخرف کسی کو اپنا بخار نا دے، شکر کرو تمہیں چائے پلا دی ہے۔" اس نے سر جھٹکا۔ اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی دیکھی جیسے وہ جانے کے لیے اٹھنے والا ہو۔

"ایک سوال رہتا ہے میرا۔" زخرف فورا بولی۔

"تم ایک ہی دفعہ مجھے لسٹ بنا کر کیوں نہیں دے دیتی۔"

"بس آخری ہے۔ تم اس دن کے بی کے دفتر میں کیا کر رہے تھے؟" ارسم نے گہری سانس خارج کی۔

"وہی جو ہر بزنس مین وہاں کرنے جاتا ہے۔ ڈونیٹ کرنے گیا تھا میں وہاں۔ اب خدا واواسطہ ہے یہ مت کہہ دینا کہ میرے جیسے انسان کا چیرٹی سے کیا تعلق۔"

"تمہاری ان سے ملاقات ہوئی؟" زخرف نے آگے کو ہو کر دلچسپی سے پوچھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نہیں، ملاقات نہیں ہو سکی۔ دراصل وہ بہت بزی تھے۔" وہ کان کو چھیڑتا کھڑکی سے باہر دیکھتا ہوا بولا۔ زخرف ایک دم ہنس پڑی۔

"اتنا امیر ہونے کا کیا فائدہ۔ جب تمہیں کے بی سے ملنے ہی نہیں دیا گیا۔" وہ ہنستی ہی جا رہی تھی۔ ارسم نے چڑ کر اسے دیکھا۔

"اچھا تو کیا تم نے مل لیا تھا ان سے۔ تم بھی تو اس دن وہی تھی، کیا لینے گئی تھی تم؟" ارسم کے اس سوال پر زخرف نے ہنسی روکی، البتہ چہرے پر مسکراہٹ ابھی تک تھی۔

"دراصل میں نے تم سے جھوٹ بولا تھا، میرا کے بی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

"جیسے میں نے تو یقین کر لیا تھا۔"

"پھر بھی میں تو چلو ایک معمولی سی فین ہوں ان کی۔ مجھے نہیں ملنے دیا یہ سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن تم تو۔۔۔۔" وہ پھر سے ہنسنے لگی۔ ارسم دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اسے اگنور کرتے ہوئے باہر دیکھنے لگا۔

وہ دونوں ایک ساتھ کیفے سے باہر نکلے۔انار گل بھی دوڑتا ان کے پیچھے آیا۔وہ زخرف کے ساتھ کھڑا ہوا اور اسے جھکنے کا اشارہ کیا۔زخرف جھکی اور اپنا کان اس کے قریب کیا۔

"خورے ام کو یہ آدمی ٹیک نہیں لگتا۔" دھیرے سے بولا۔

"میں نے سن لیا ہے۔" ارسم سن گلاسز لگاتے ہوئے بولا۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔" زخرف نے بھی اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"میں نے یہ بھی سن لیا ہے۔" زخرف اور انار گل ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیے۔دور ایک کاٹن کینڈی بیچنے والا کھڑا تھا۔انار گل اسے دیکھ کر ایک دم چلایا۔

"خورے وہ دیکھو تمہارا اور امارہ پسندیدہ میٹھا گولا۔" وہ کاٹن کینڈی کو میٹھا گولا ہی بولا کرتا تھا۔

"ماڑا ادھر آو۔" وہ آدمی کو اونچی آواز دینے لگا۔

"تمہارے پاس ہزار کا چینج ہو گا؟" آدمی قریب آیا تو زخرف اپنا والٹ کھنگالتی ہوئی بولی۔

"نہیں باجی اتنا تو نہیں ہوتا۔"

"پانچ سو کا تو ہو گا نا۔" ارسم نے اپنے والٹ سے پانچ سو نوٹ نکالا۔

"جی صاحب۔"

"دو بنا دو۔"

"رہنے دو اتنا بھی ضروری نہیں ہے۔" زخرف ارسم کو دیکھ کر بولی۔

"اٹس اوکے۔ بچے کا دل ٹوٹ جائے گا۔ اور ویسے بھی تم نے جو چائے پلائی ہے اسکا قرض اتار رہا ہوں۔ کہیں بعد میں مجھے طعنے نا دیتی رہو۔" پیسے دے کر وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ اس کی کالی مرسڈیز چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ وہ واقعی ایک امیر بزنس مین ہے۔ کیا اسے اس پر یقین کر لینا چاہیے؟ شاید دل کا کوئی حصہ یقین کر بھی چکا تھا۔ انار گل نے اسکا بازوں تھپتھپایا۔ وہ جو دور جاتی ارسم کی گاڑی کو دیکھ

رہی تھی اسکی جانب مڑی۔وہ ایک کاٹن کینڈی اس کی جانب بڑھائے کھڑا تھا۔

زخرف نے کینڈی تھام لی تو وہ دھیرے سے بولا۔

"ویسے خورے وہ اتنا بھی برا نہیں ہے۔"زخرف اسکی بات پر مسکرادی۔

....

وہ کافی ائیریا میں کھڑی ایچ سے فون پر بات کرتے ہوئے کافی بنارہی تھی۔

"بھئی تمہارا وہ ہمسایہ تو بڑا ہیرو نکلا۔"وہ منہ میں کچھ چباتے بول رہا تھا۔

"مجھے لگتا ہے وہ سچ ہی کہہ رہا ہے ایچ۔شاید وہ واقعی انوسینٹ ہے۔"اس نے پوڈ کافی مشین میں لگایا اور کپ اس کے نیچے رکھا۔کالا سیاہ مایا کپ میں پتلی سی دھار کی صورت گرنے لگا۔

"تو میں نے تو تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ میری انفارمیشن غلط نہیں ہوتی۔اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا ہیکر۔۔۔۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ اب وہ لوگ کیا کریں گے۔"

"کون لوگ؟"

"تمہارے سسرال والے۔ ظاہر سی بات ہے اپنے دشمنوں کی بات کر رہی ہوں میں۔" اب اس نے کپ ایک اور مشین کے نیچے رکھا اور بٹن دبایا۔اس مشین سے سفید دھاری کی صورت دودھ کپ میں گرنے لگا۔

"ایک ہی کام تو کرنا ہے ان کو۔ تمہیں اور تمہارے فادر کو پھر سے الگ کرنا ہے۔"

"ہاں ٹھیک ہے لیکن۔۔۔ایک منٹ۔۔۔" وہ جواب کپ میں چینی ڈال رہی تھی ایک دم سیدھی ہوئی۔چہرے پر حیرانی نمایاں تھی۔

"تمہیں کیسے؟"

"کہانا میں نے میں اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا۔۔۔"

"کبھی کبھی تو مجھے تم پر شک ہونے لگتا ہے اینج۔" غصے سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"پھر تو تمہارے ساتھ کوئی ذہنی مسئلہ ہے۔اور یہ تم بات بات پر میری بات کیوں کاٹ رہی ہو۔بات کاٹنے والے لوگ بہت برے لگتے ہیں مجھے۔"

"کیا جانتے ہو تم؟"اس کا دھیان کافی سے مکمل طور پر ہٹ چکا تھا۔

"یہی کہ وہ ہر روز رات کو اپنے کسی ملازم کے ساتھ تمہارے اپارٹمنٹ آتے ہیں۔جو بات مجھے معلوم ہو سکتی ہے وہ تمہارے دشمنوں سے کیسے چھپی رہ سکتی ہے۔مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ یوسف مرجان نے ابھی تک میڈیا پر اس بات کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ہو سکتا ہے انہیں لوگوں کا ڈر ہو۔"

"ان لوگوں کا نہیں میرا ڈر ہے۔میں نہیں چاہتی کہ یہ بات میڈیا پر آئے۔"

"پھر تو تم سے بڑا کوئی پاگل ہی نہیں ہے۔تم وہی کر رہی ہو جو تمہارے دشمن چاہتے ہیں۔"

"میری بات سنو جو بھی تمہارا نام ہے۔"وہ دانت پیس کر بولی۔"ہر وقت ڈونٹس ٹھونستے ہوئے ایسی بات کہنا بہت آسان ہے،اگر تم میری جگہ ہوتے تمہیں علم

ہوتا کہ میں کس سچوئیشن سے گزر رہی ہوں۔اور ہاں پاگل تم ہو،اور تمہارے ڈونٹس بھی اور وہ تمہارا دو گز کا خوفناک ساڈبہ بھی۔" کہہ کر اس نے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔غصے سے کافی میں چینی ڈالنے لگی۔اسی وقت زوہا وہاں آئی اور ایک کیبن سے بسکٹ کے پیکٹ نکالنے لگی۔زخرف نے کافی کا پہلا بے حد کڑوا گھونٹ بھرا اور اس کو دیکھا۔

"زوہا تم نے اب تک اس بات کو دل میں رکھا ہوا ہے کیا؟" زوہا جواب دیے بغیر بسکٹ کے پیکٹس کھول کر ایک باول میں ڈالنے لگی۔زخرف اس کے قریب آئی۔

"زوہا اگر میری وجہ سے تمہارا دل دکھا ہے تو آئی ایم سوری۔لیکن تم یقین جانو میں نے کچھ بھی دل سے نہیں کہا تھا۔اور جو تم نے بات کہی تھی وہ بھی بلکل غلط ہے۔ میں لوگوں کی ظاہری صورت دیکھ کر انہیں ٹریٹ نہیں کرتی۔" زوہا نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔

"تو تمہیں موٹے لوگوں سے نفرت نہیں ہے؟" سنجیدگی سے بولی۔

"نہیں زوہا، میں کون ہوتی ہوں کسی کی باڈی کو جج کرنے والی۔" زخرف حیران تھی، وہ اپنے موٹاپے کو لے کر کتنی انسیکیور تھی۔

"اور میں تم پر کیسے یقین کرلوں۔" ایک ابرو اٹھا کر بولی۔

زخرف کچھ دیر سوچتی رہی پھر ایک ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔

"ہم دوست بن سکتے ہیں اور تم مجھے زی بھی بلا سکتی ہو۔" زوہا نے پوری آنکھیں کھول کر اسکا بڑھا ہاتھ دیکھا اور فوراً اسے تھام لیا۔

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو، میں واقعی تمہاری دوست بن سکتی ہوں اور تمہیں زی بھی بلا سکتی ہوں؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں جہاں ایذا کو برداشت کرتی ہوں وہاں تمہیں بھی برداشت کرلیا کروں گی۔" دھیما سا مسکرا کر بولی۔

"تم جانتی ہو جب میں پہلے دن یہاں آئی تھی تو میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ مجھے تم سے دوستی کرنی ہے۔"

"اچھا وہ کیوں۔" زخرف نے بمشکل اپنا ہاتھ چھڑوایا جو اس نے زور سے پکڑ رکھا تھا۔

"کیونکہ تم خوبصورت ہو اور کانفیڈینٹ بھی۔ مجھے تمہارے جیسی لڑکیاں بہت پسند ہیں۔" زخرف اس کی بات پر مسکرادی۔ اس کے ہاتھ میں بسکٹس کا بھرا ہوا باول دیکھ کر اس کی جانب اشارہ کیا۔

"یہ سب تم کھاؤ گی؟"

"ہاں تم چاہو تو آدھے لے سکتی ہو۔" زوہا نے باول اس کے سامنے بڑھایا۔

"شکریہ، ایک ہی کافی ہے۔" اس نے ایک بسکٹ اندر سے اٹھالیا۔ زوہا خوشی خوشی بسکٹ کھاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ زخرف وہاں سے نکلنے لگی تو اسی لمحے جمیل اندر داخل ہوا۔ دروازے کے ساتھ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائی اور سنجیدہ چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔

"کیا ہے؟" وہ بسکٹ کی بائٹ لیتی ہوئی بولی۔ دوسرے ہاتھ میں کافی کا مگ تھا۔ جمیل نے اس کے ہاتھ میں آدھے بسکٹ کو دیکھا اور پھر پیچھے ادھ کھلے کیبن کو۔

"روز یہاں سے کھانے کی چیزیں غائب ہوتی ہیں۔ بہت سارے لوگوں نے شکایت بھی کی ہے کہ کافی کے ساتھ ریفریشمینٹ میں یہاں کچھ بھی نہیں بچا ہوتا۔" زخرف نے اپنے ہاتھ میں بسکٹ کو دیکھا پھر جمیل کو۔ ایک دم ماتھے پر بل پڑے۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ تم انسان ہو، تو پھر انسانوں کی جتنی مقدار میں کیوں نہیں کھاتی۔" وہ بلکل سنجیدہ تاثرات سے کہہ رہا تھا۔

"دیکھو جمیل، تمہیں شرم آنی چاہیے مجھ پر الزام لگاتے ہوئے۔ تمہیں میری صحت دیکھ کر لگتا ہے کہ میں اتنا کھاتی ہوں گی؟"

"تو پھر کون کھاتا ہے؟" زخرف کچھ بولنے لگی لیکن پھر ایک دم رکی۔ فوراً سے دماغ نے ایک شیطانی جواب گھڑا۔

"ویسے میں نے دیکھا ہے کسی کو۔" معصومیت سے بولی۔

"کس کو، بتاؤ مجھے۔" جمیل ایک دم سیدھا ہوا۔

"ویسے ہے تو وہ میری دوست لیکن وہ کیا ہے ناجب بات اخلاقیات اور ایمانداری کی ہو تو میں دوستی بھی نہیں دیکھتی۔"

"سیدھی طرح بتاؤ کون ہے۔"

"ایذا، میں نے خود اسے باؤل بھر کر بسکٹس کا لے جاتے دیکھا ہے۔" اتنا کہہ کر وہ فوراً ہنسی دباتی وہاں سے نکل گئی۔

گھر واپسی پر راستے میں ہی زخرف کو کال آنے لگی۔ اس نے موبائل سامنے کر کے دیکھا تو ایذا کی کال تھی۔ اس کی کال دیکھ کر وہ زرا سنبھلی، کہیں اسے اس کی حرکت کا علم تو نہیں ہو گیا؟ اس نے فون اٹھا کر سپیکر پر لگا کر ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"فرمائیں؟"

"اگر تم چاہتی ہو کہ میں اپنی ناراضگی ختم کر دوں تو گھر جا کر میرا سارا پسندیدہ جنک فوڈ آرڈر کر دینا۔ ورنہ میرا ابھی بھی کوئی ارادہ نہیں ہے۔" اتنا کہہ کر ایذا نے کال کاٹ دی۔

"لالچی عورت۔ اب میرے بغیر دل نہیں لگ رہا ہو گا۔" شاید جمیل نے ابھی تک اس کی کلاس نہیں لی تھی۔

....

www.novelsclubb.com

ایذا پانچویں فلور کے کاریڈور میں داخل ہوئی تو سامنے ایک ڈیلیوری بوائے زخرف کے اپارٹمنٹ کا دروازہ بجانے ہی والا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بڑی سی بکٹ تھی۔ ایذا نے دوڑ کر اس سے بکٹ پکڑی اور دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔ اندر یوسف اور زخرف کچن میں کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ زخرف چائے بناتے ہوئے یوسف سے کچھ کہہ رہی تھی۔

"بابا میں چلی بھی جاوں اگر مجھے کوئی فائدہ نظر آئے۔ میں بہت دفعہ کوشش کر چکی ہوں لیکن یہ تھیراپی وغیرہ میرے لیے نہیں ہے۔" ایذا کے ہاتھ میں جو کھانے کی بکٹ تھی وہ دھڑم سے نیچے گری۔ ان دونوں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھیں اور منہ کھلے کے کھلے ہی رہ گئے تھے۔

"ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔" یوسف اس سے کہہ کے ایذا کی جانب بڑھے اور نیچے گری بکٹ اٹھائی۔

"بابا؟ یہ میرے کان کیا سن رہے ہیں؟" اس کی شکل دیکھ کر لگتا تھا کہ اسے چالیس واٹ کا جھٹکا لگا ہو۔

"تمہارے کانوں نے بلکل صحیح سنا ہے۔ اور تم ہی تو کہتی ہو کہ دنیا کا کوئی کام نہیں ہے جو کے بی نہیں کر سکتے۔" یوسف مسکرا کر بولے۔ ایذا دوڑتی ہوئی کچن میں گئی اور زور سے زخرف کو گلے سے لگا لیا۔

"میں جانتی تھی، میں جانتی تھی کہ ایک دن میری دوست کو ضرور عقل آجائے گی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہٹو پیچھے، میری چائے ابل جائے گی۔"زخرف نے اسے زور سے پیچھے کیا۔ایذا واپس یوسف کے پاس آئی جو وہی کھڑے اس بکٹ کا جائزہ لے رہے تھے۔

"یہ سب کیسے ہوا کے بی؟"بے تابی سے پوچھا۔

"تم وہ سب چھوڑو، یہ کیا لے کر آئی ہو؟"

"یہ اوہو، یہ تو میں بھول ہی گئی۔"اس نے اپنے سر پر ہلکی سی چت لگائی۔

"یہ باہر ڈیلیوری بوائے لے کر آیا ہے۔میں زخرف سے ناراض تھی نا تو یقیناً اس نے میرے لیے منگوائے ہونگے۔ہے نا زخرف؟"معصومیت سے زخرف کو دیکھ کر بولی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں بلکل، لالچی عورت۔"

"پھر میری پیاری بہن، باہر وہ لڑکا انتظار کر رہا ہو گا۔جاو اسے جا کر پیسے دے آو۔"

زخرف بڑبڑاتی ہوئی باہر دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد وہ سب ٹی وی کے سامنے بیٹھے تھے، زخرف دیکھنے کے لیے کوئی شو تلاش کر رہی تھی اور ایذابکٹ سے سب کچھ نکال کر سامنے ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔ یوسف اپنی چائے پی رہے تھے اور انہوں نے یہ سب کھانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

"اس سب گند بلا کا کیا کھاتی ہو تم لوگ۔ یہی عمر ہے تم لوگوں کی صحت مند غذا کھانا شروع کرو۔"

"بھئی دیکھیں کے بی، میری زندگی کا ایک ہی اصول ہے کہ زندگی صرف ایک دفعہ ملتی ہے، اس لیے جو دل میں آتا ہے کرو، جو دل چاہتا ہے کھاو۔ بھئی آخر میں صحت مند غذا کھانے والے نے اور جنک فوڈ کھانے والے نے ایک ہی قبر میں جانا ہے۔ اور کیا پتہ اگلے جہان میں یہ برگر اور فرائز کھانے کو ملے بھی کہ نہیں۔" وہ برگر کو اٹھا کر اسے بے حد پیار سے دیکھتی ہوئی بول رہی تھی۔

"برگر اور فرائز ملے نا ملے لیکن اپنی دوست کو بلیک میل کر کے اتنا سارا کھانا ہڑپ کرنے کا عذاب ضرور ملے گا۔" زخرف تپ کر بولی، ایذا اس کی بات اگنور کر کے برگر کھانے لگی۔

"دیکھیں کے بی اصل کھانے کا مزہ اس وقت آتا ہے جب وہ کسی اور کے پیسوں کا ہو۔ اور ویسے بھی میں نے تو ایسے انسان سے شادی کرنی ہے جو ہفتے میں کم از کم مجھے چار دن باہر سے کھانا کھلائے۔ میں تو اسے صاف صاف بول دوں گی کہ میرے دل کا راستہ میرے معدے سے ہو کر گزرتا ہے۔"

"یہ ڈائلاگ مردوں کے لیے بولا جاتا ہے۔" زخرف نے فرینڈز کی ایک رینڈم قسط لگائی اور ایک برگر اٹھایا۔

"تو کیا عورتوں کا معدہ نہیں ہوتا؟" ایذا کی اس بات پر یوسف ہنس دیے۔ فرینڈز کی قسط شروع ہونے سے پہلے اس کا تھیم سونگ چل رہا تھا۔ ایذا اور زخرف نے ایک دوسرے کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے وہ دونوں صوفے پر کھڑی ہو گئیں۔ وہ جو کچھ دیر

www.novelsclubb.com

پہلے لڑ رہی تھیں وہ اب ایک دوسرے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے i'll be there for you گا رہی تھیں۔

....

کچھ دیر بعد زخرف اٹھی اور ایک ٹرے میں کھانا ڈالا۔اس نے یوسف کے لیے تھوڑا بہت بنایا تھا اور اسی میں سے بچ گیا تھا۔وہ نیچے پارکنگ میں آئی تو جہانگیر سامنے ٹہل رہا تھا۔اس نے زخرف کو اپنی جانب آتے دیکھا تو فوراً چل کر اس تک آیا۔

"یہ کھانا ہے، تمہارے لیے۔"زخرف نے ٹرے اس کی جانب بڑھائی جسے جہانگیر نے حیرت میں گھرے پکڑ لیا۔

"لیکن یہ کس لیے ہے بی بی۔"

"تم بابا کے ساتھ رہتے ہو اور تمہیں گھر کا کھانا کھانے کی عادت ہو گی۔ اور یہاں تمہیں باہر کا کھانا کھانا پڑتا ہو گا۔ اب تمہیں باہر سے کھانے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں روز کھانا دے دیا کروں گی۔"

"آج آپ لے آئی ہیں لیکن دوبارہ مت لائیے گا بی بی۔ مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا۔ آپ کو میرے لیے خوامخواہ اتنی محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس کی شکل سے واقعی لگتا تھا کہ وہ شرمندہ ہو گیا ہے۔

"اس میں محنت کی کیا بات ہے۔ مجھے اچھا لگے گا اگر تم یہ کھاؤ گے۔ اور اگر تمہیں کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہو تو تم مجھے بتا سکتے ہو۔" اتنا کہہ کر وہ چلی گئی۔ جہانگیر کئی لمحے اس کھانے کی ٹرے کو دیکھتا رہا۔

جب ایزا اور یوسف چلے گئے تو وہ ٹیرس پر آ گئی۔ ابھی اسے وہاں کچھ لمحے ہی بیتے تھے کہ دائیں جانب کے ٹیرس کا دروازہ کھلا۔ زخرف بغیر مڑے ریلنگ کے ساتھ کھڑی نیچے دیکھتی رہی۔

"ہیلو، خطرناک ہمسائی صاحبہ۔" وہ کافی پیتے آکر ریلنگ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

زخرف نے چہرہ موڑ کر اس کو دیکھا۔

"ہیلو دی گریٹیسٹ بزنس مین۔ جو کہ بے لوث اپنے ہمسائیوں کی مدد کرتا ہے اور ڈھیر ساری دولت ہونے کے باوجود اتنا کفایت شعار ہے کہ ایک معمولی سی بلڈنگ میں رہتا ہے۔" زخرف نے بلکل سیریئس ہو کر بولا اور پھر وہ دونوں ایک دم ہنس پڑے۔

"ناشکری ہو تم۔" کافی کا گھونٹ پیتے بولا۔

"ناشکری نہیں ہوں میں۔ بس اس بات پر یقین کرنا مشکل ہے کہ کوئی میری مدد کیوں کرے گا۔" وہ نیچے ٹریفک کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم خود کو worthy نہیں سمجھتی۔ یعنی میں اس قابل نہیں ہوں لوگ میرے لیے کچھ کریں۔ اسے سیلف اسٹیم کی کمی بولتے ہیں۔"

"تم بزنس مین ہونے کے ساتھ ساتھ سائیکولوجسٹ بھی ہو گیا؟"

"نہیں یہ تو بیسک نالج ہے۔"

"جو بھی ہے لیکن یہاں تم یہاں غلط ہو۔میں خود کو بہت ویلیو کرتی ہوں۔"

"پھر؟"اب وہ دونوں سامنے والی بلڈ نگ کو دیکھ رہے تھے۔

"مجھ سے لوگوں پر اعتبار نہیں ہوتا۔میں نے جب بھی کسی پر بھروسہ کیا ہے اس نے ہمیشہ پیٹھ میں خنجر ہی مارا ہے۔اس لیے اب میں نے لوگوں پر اعتبار کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔"

"سب لوگ برے نہیں ہوتے ہیں زخرف۔"اب کے وہ اس کی جانب دیکھ کر بولا۔

www.novelsclubb.com

"میں رسک ہی کیوں لوں؟"وہ سامنے دیکھتی رہی۔

"تو تم کیسے زندگی گزاروں گی۔"

"کیوں،لوگوں کے بغیر زندگی نہیں گزاری جاسکتی کیا؟اور ویسے بھی میں اکیلے زندگی گزار کر ہی خوش ہوں۔"

"یہ اچھی بات ہے۔انسان کو اکیلے زندگی گزارنا آنا چاہیے۔ لیکن زندگی میں رشتوں کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔رشتوں کے بغیر زندگی نہیں گزاری جا سکتی۔"

"اگر ایسی بات ہے تو میری لائف میں بھی کچھ رشتے ہیں۔"دل ہی دل میں گنتی کی۔ایذا، یوسف، دادی اور بس، گنتی ختم ہو گئی۔"لیکن پھر بھی attachments بہت scary ہوتی ہیں۔وہی لوگ جو آپ سے پیار کرتے ہیں وہ تکلیف ضرور پہنچاتے ہیں۔چاہے انجانے میں پہنچا رہے ہوں۔"

"اسی کو زندگی نہیں کہتے؟ اگر زندگی میں تکلیفیں ہی نا ہوں تو زندگی کیسی۔اسی سے تو انسان گرو کرتے ہیں۔"زخرف نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔کاش وہ اسے بتا سکتی کہ انہی تکلیفوں نے اس کی شخصیت کو کیسے مسخ کر دیا ہے۔

"خیر تم مجھے یہ بتاو کہ تم نے ان لوگوں کو کتنے پیسے دیے تھے۔"وہ مکمل طور پر اسکی جانب مڑی۔

"زخرف میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ وہ سب بھول جاو۔"

"میں تم سے جو پوچھ رہی ہوں وہ بتاو۔" سختی سے بولی۔

"تم یقین جانو میں ان پیسوں سے غریب نہیں ہو گیا۔اور ہاں مجھے بہت نیند آرہی ہے، گڈ نائیٹ۔" وہ دروازے کی جانب بڑھا۔

"ارسم؟"

"ضروری نہیں ہے کہ تم ہر وقت اپنے ہمسائیوں کا سر کھاتی رہو۔ تم سو بھی سکتی ہو۔" کہتا ہوا دروازہ بند کر کے چلا گیا۔

"بندر، کافی پی کر کہہ رہا ہے کہ مجھے نیند آرہی ہے۔ لڑکیوں سے بات کرنے کی تو تمیز ہی نہیں ہے۔ایسے بات بیچ میں چھوڑ کر جاتے ہیں کیا؟ پتہ نہیں وہ آسٹریلیا کے سکولز نے کیا سکھایا ہے اسے۔" وہ بھی بڑبڑاتی ہوئی اندر چلی گئی۔

....

پوری بلڈنگ نیند میں ڈوب چکی تھی لیکن وہ اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔اندر آکر اپنی اور ارسم کی گفتگو پر غور کر کے اسے اندازہ ہوا تھا کہ کتنا بڑا بلنڈر مارا ہے اس نے۔وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہوئی اور اپنے عکس کی جانب انگلی اٹھا کر بولی۔

"تم، تم بہت بڑی بے وقوف عورت ہو۔کیسے منہ پھاڑ کر اسے کہہ رہی تھی کہ میں لوگوں پر بھروسہ نہیں کرتی بلا بلا بلا۔۔۔تم سے زیادہ بے وقوف انسان اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔تم تو اپنی فیلنگز کبھی کسی سے شیئر نہیں کرتی پھر اس لڑکے سے کیوں تم نے اتنا سب کچھ کہا۔"وہ بیڈ تک آئی اور اس پر بیٹھ کر سر دونوں ہاتھوں میں دے دیا۔

"کیا سوچ رہا ہو گا وہ کہ میں ہر کسی کے ساتھ اتنا فری ہو جاتی ہوں۔لوگوں کو اپنی دکھ بھری داستان سنا کر ہمدردیاں سمیٹتی ہوں۔اف۔"وہ اندر ہی اندر خود کو کوستی گئی۔باہر اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا لہذا وہ بھی بتیاں بجھا کر لیٹ گئی اور سونے کی کوشش کرنے لگی لیکن ذہن میں صرف ایک ہی چیز گھوم رہی تھی۔'کیا سوچ رہا ہو گا وہ؟'

www.novelsclubb.com

ابھی اس کی ہلکی سی آنکھ لگی تھی کہ اسے باہر آہٹ سی محسوس ہوئی۔زخرف بلکل چونکی سی ہو کر بیٹھی۔یوں لگا تھا جیسے کسی نے دروازہ کھولا ہو۔اس نے فون پر وقت دیکھا تو رات کے ڈیڑھ بج رہے تھے۔اس نے دھیرے سے اٹھ کر واش روم سے موپ نکالا اور اپنے کمرے کا دروازہ کھولا۔باہر جھانکا تو اندھیرے میں کوئی ہیولا سا اس کے کمرے کی جانب چلا آرہا تھا۔زخرف نے موپ ہوا میں بلند کیا اور اس پہلے کے وہ اس کے سر پہ مارتی بتی روشن ہو گئی۔وہاں ایذا کھڑی تھی جس نے ہاتھ بڑھا کر بتی جلائی تھی۔

"جانتی ہو اگر یہ مجھے لگ جاتا تو میرا ہونے والا شوہر ہمیشہ کے لیے ایک اچھی بیوی سے محروم ہو جاتا۔"اس کے ہاتھوں میں بلند موپ کو دیکھ کر ایذا دو قدم پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔

"چوروں کی طرح کیوں آرہی تھی؟اور وقت دیکھا ہے تم نے۔"زخرف غصے سے بولی۔موپ نیچے کر لیا۔

"زی مجھے تمہیں بہت ضروری بات بتانی ہے۔اگر نا بتاتی تو ساری رات میرے پیٹ میں درد ہوتا رہتا۔" ایذا نے اس کے ہاتھ سے موپ پکڑ کر ایک سائڈ پر رکھ دیا اور اسے کمرے کے اندر دھکیلا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں بیڈ پر بیٹھی تھیں۔ایذا مسکراتی ہوئی اپنے دانت سے ہونٹ کتر رہی تھی اور زخرف زہر نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اب بول بھی چکو، مجھے نیند آ رہی ہے۔ صبح دفتر بھی جانا ہے۔"

"زی۔" ایذا اس کے قریب ہوئی۔ "تمہیں یاد ہے کچھ مہینے پہلے میں نے تمہیں ایک لڑکے کا بتایا تھا، میری دوست کا بھائی جو ڈینٹسٹ تھا؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں تو۔"

"دراصل ان کی امی بھی میری امی کو جانتی ہیں۔زی انہوں نے میرا رشتہ مانگا ہے۔" وہ ہونٹ کو دانتوں سے دباتی بولی۔

"رشتہ ہی ہے نا۔تو تم اتنا شرما کیوں رہی ہو۔"

"زی میں نے اس سمیر کو بہت دیر پہلے دیکھ رکھا تھا۔اور اب میری دوست نے اس کی تصویر بھیجی ہے۔ تم یقین نہیں کرو گی زی، وہ بہت ہینڈ سم ہو گیا ہے۔" ایزا نے اپنے فون پر ایک تصویر نکال کر اس کے سامنے کی۔

"ہاں اچھا ہے، لیکن ایزا صرف ہینڈ سم ہونا تو سب کچھ نہیں ہوتا نا۔انسان کا کردار زیادہ میٹر کرتا ہے۔ کیا تم جانتی ہو وہ کیسا انسان ہے؟" سنجیدگی سے بولی۔

"یار دفع کرو۔" ایزا پیچھے بیڈ پر لیٹ گئی۔ "اتنا اچھا کمانے والا ہو، اور اوپر سے اتنا ہینڈ سم بھی تو باقی چیزوں کا اچار ڈالنا ہے میں نے۔ مجھے تو یقین نہیں آرہا اپنی قسمت پر۔اور میں بتا رہی ہوں، شادی کے بعد نوکری چھوڑ دوں گی، شوہر کے پیسے پر عیش کروں گی۔" زخرف نے سر جھٹکا۔

"میں پھر بھی تم سے یہی کہوں گی کہ یہ زیادہ میٹر کرتا ہے کہ وہ کیسا انسان ہے۔"

"زی میرے پاس اسکا نمبر بھی ہے فون کریں؟" وہ اٹھ کر ایک نمبر ملانے لگی۔

www.novelsclubb.com

"ویسے کسی نے کہا تھا کہ جب تک میں شادی نہیں کروں گی وہ بھی نہیں کرے گی۔" زخرف اسے چھیڑنے والے انداز میں بولی۔

"میں نے کہا تھا جب تک تم اکیلی ہو، اب تم اکیلی نہیں ہو کے بی ہیں تمہارے پاس۔" اس نے فون ملا کر سپیکر پر لگایا اور ان دونوں کے بیچ میں رکھا۔

"اتنی رات کو فون کرنا ٹھیک ہوگا؟ صبح کر لینا۔" زخرف نے بولا ہی تھا کہ فون دوسری جانب سے اٹھا لیا گیا۔ ایذا نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا کہا۔

"ہیلو۔" سپیکر سے ایک بھاری مردانہ آواز گونجی۔

"ہیلو، اسلام و علیکم۔ کیسے ہیں آپ سمیر۔"

"میں ٹھیک ہوں لیکن آپ کون؟"

"دراصل میں ایذا ہوں۔ میری امی نے آپ کی تصویر دکھائی تھی مجھے۔ مجھے تو انہوں نے الجھن میں ہی ڈال دیا ہے۔" کہہ کر اس نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی روکی۔ زخرف نے اس کے سر پر چت لگائی۔

"اوہ تو آپ ایذا ہیں۔ میری امی نے بھی ذکر کیا تھا۔ تو پھر کیسا لگا میں آپ کو ایذا؟" وہ جیسے محظوظ ہو کر بولا تھا۔

"وہ کیا ہے نا سمیر کہ میں بہت ہی career oriented لڑکی ہوں۔ اس لیے رشتے کی بات نے مجھے بہت ڈسٹرب کر دیا ہے۔ اور ویسے بھی جہاں تک بات تصویر کی ہے تو میں لوگوں کی صورت دیکھ کر انہیں نہیں پرکھتی۔ میرے لیے کردار اور عادتیں زیادہ اہم ہیں۔" پورے اعتماد سے بولی۔ اس کی بات پر زخرف کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"واو، بہت اچھی سوچ ہے آپ کی۔ میں متاثر ہوا ہوں۔"

"بہت شکریہ آپ کا۔ میں بس سوچ رہی تھی کہ ہم ایک دفعہ مل لیتے ہیں۔ تاکہ ایک دوسرے کے بارے میں جان سکیں۔"

www.novelsclubb.com

"شیور، جب آپ چاہیں اور جس وقت آپ چاہیں۔ بندہ حاضر ہو گا۔" ایذا نے فون بند کیا تو زخرف نے سرہانہ پکڑ کر اسے مارنا شروع کر دیا۔

"میرے لیے کردار میٹر کرتا ہے ہاں؟" ایذا لیٹی ہنستی جا رہی تھی۔ "اور یہ تم career oriented کب سے ہو گئی؟"

....

وہ لفٹ میں داخل ہوئی تو ارسم اس سے پہلے ہی داخل ہوا تھا۔ آج ان کے ساتھ پانچویں فلور والے رفیق صاحب بھی لفٹ میں داخل ہوئے تھے۔ وہ ان دونوں کے بیچ زرا آگے ہو کر کھڑے تھے۔ ارسم نے چہرہ موڑ کر زخرف کی جانب دیکھا تو آج وہ پیلے رنگ کے پیروں تک آتے پھولدار فراک میں ملبوس تھی۔ پیروں میں نیلے رنگ کا کھسہ تھا اور بالوں کے دو سامنے سے ٹویسٹ بنا کر باقی کے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ وہ بلکل سورج مکھی کا پھول لگ رہی تھی۔ زخرف نے اس کی

جانب دیکھا تو وہ نظریں چرا گیا۔رفیق صاحب جو اپنے باہر کو نکلے پیٹ پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے انہوں نے گلا کھنکارا۔

"زخرف پتر جی آپ سے ایک بات کرنی تھی۔"

"جی انکل۔"

"وہ رخسانہ کہہ رہی تھی کہ۔۔۔"وہ رکے جیسے الفاظ تلاش کر رہے ہوں۔

"تواڈے ہاں روزرات کو ایک مرد آتا ہے۔"ایک دم زخرف کے ہاتھ میں پکڑے پرس پر اس کی گرفت مظبوط ہوئی۔الفاظ تھے کہ کیا اس کا چہرہ دیکھ کر لگتا تھا کسی نے سارا خون نچوڑ لیا ہو۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو پتر جی ہم سب ہمسائے ہیں ایک دوسرے سے ملنا جلنا ہے۔اس سب کا دوسروں پر اچھا اثر نہیں پڑے گا۔"زخرف یک ٹک لفٹ کے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔منہ میں الفاظ ختم ہو گئے تھے۔اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کسی طرح یہ دروازہ پھٹ جائے اور وہاں سے بھاگ جائے۔ارسم نے اسکا چہرہ دیکھا اور پھر رفیق صاحب کی جانب مڑا۔

"آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کو بولنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے۔آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ کسی پر یوں بہتان لگائیں یا کسی کی پرسنل لائف میں مداخلت کریں۔"

"اوہ پتر جی تسی نوے او، ساڈی گل وچ نا بولو۔۔۔۔"لفٹ کا دروازہ کھلا اور زخرف کسی آگ کے گولے کی طرح پارکنگ کی جانب بڑھی۔سامنے سے ایک گاڑی آ رہی تھی۔گاڑی آہستہ تھی اور چلانے والے کو لگا کہ وہ پیچھے ہٹ جائے گی۔لیکن وہ نہیں ہٹی۔شاید وہ اس جگہ موجود ہی نہیں تھی۔اس کی گاڑی سے ٹکر ہوئی اور وہ دوسری جانب اوندھے منہ جا کر گری۔ارسم جو اسی طرف آ رہا تھا دوڑ کر اس کے قریب آیا۔گاڑی سے بھی ایک ٹین ایجر بچہ نکل کر اس کی جانب آیا۔ارسم نے زخرف کا چہرہ سیدھا کیا۔ان بھوری آنکھوں میں بے حد تکلیف تھی۔لیکن شاید گاڑی سے ٹکرانے کی نہیں بلکہ ان الفاظ کی۔

....

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ سفید سے کمرے میں لیٹی تھی۔ہاتھ میں ڈرپ لگی تھی جس سے ایک پیلا سا مایا اس کے خون میں شامل ہو رہا تھا۔آنکھیں کھولتے ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ ہسپتال کا کمرہ ہے۔اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا تو سامنے ارسم کھڑکی کے پاس کھڑا نظر آیا۔وہ باہر دیکھتا ہوا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔

زخرف کو اٹھتا دیکھ کر وہ فوراً فون رکھ کر اس کی جانب آیا۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہو تم؟"

"میرا پرس۔۔"اس کی آواز دوائیوں کے اثر کی وجہ سے قدرے بھاری ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"باہر میری گاڑی میں ہے۔"

"مجھے وہ لا دو پلیز۔"وہ اوکے کہہ کر چلا گیا۔کچھ دیر بعد وہ اس کے پرس سمیت لوٹا۔زخرف بمشکل اٹھ کر بیٹھی۔ارسم نے اسے اسکا پرس تھمایا تو اس نے اس میں سے ایک کارڈ نکال کر ارسم کی جانب بڑھایا۔

"ہسپتال کا بل اس سے پے کر دینا۔" ارسم نے مسکراتے ہوئے کارڈ تھاما۔ اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ وہ بہت خوددار ہے۔ وہ ایک کرسی کھینچ کر اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ زخرف اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"میری وجہ سے تم بھی لیٹ ہو گئے ہو گے۔"

"اٹس اوکے۔" نرمی سے بولا۔ زخرف کو حیرت ہوئی، کیا وہ وہی کچھ دن پہلے والا ارسم تھا؟ کیا وہ اس کی حالت پر ترس کھا رہا ہے؟ اس نے اپنے خیالات کو جھٹکا۔

"تم ان انکل کی باتوں کو دل پر مت لو۔ لوگوں کی تو عادت ہے باتیں کرنا۔"

زخرف خاموش رہی۔ وہ اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی سے کھیل رہی تھی۔ سامنے بنے ٹویسٹ سے کچھ بال بکھر کر باہر آ گئے تھے۔

"زخرف ایک بات پوچھوں؟" زخرف نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم کچھ بولی کیوں نہیں، تم نے انہیں کوئی جواب کیوں نہیں دیا؟" زخرف کچھ ثانیے خاموش رہی۔ پھر بولی تو آواز قدرے بہتر اور اونچی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں تین سال سے وہاں رہ رہی ہوں۔ آج تک کبھی کسی نے ایسے بات نہیں کی۔ آج انہوں نے ایک مرد کو میرے گھر آتے دیکھ لیا اور نا جانے کیا کیا سمجھ لیا۔ مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ مجھے یہ سب کہہ رہے ہیں۔"

"تمہیں ان کے پاس جانا چاہیے اور ان کو بتانا چاہیے کہ انہوں نے کتنا غلط کیا۔"

زخرف نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہ اس کے لیے اتنا پریشان کیوں ہو رہا تھا، یا شاید ہمیشہ ہوتا تھا۔

"تمہیں دیر ہو رہی ہو گی، تم جاو۔"

"مجھے جب دیر ہو رہی ہو گی تو میں چلا جاوں گا، فلحال تمہیں کچھ کھانا چاہیے۔ میں تمہارے لیے کچھ لاتا ہوں۔" وہ اپنی کرسی سے اٹھا۔

"نہیں ارسم رہنے دو۔ پہلے ہی تم مجھ پر بہت احسان کر چکے ہو۔"

"ڈونٹ وری، تمہارے ہی پیسوں سے لاوں گا۔" اسکا کارڈ لہرایا اور باہر چلا گیا۔ وہ حیران تھا کہ اس نے رفیق صاحب کو کوئی جواب کیوں نہیں دیا؟ شاید وہ اسے

جاننے لگا تھا۔وہ کوئی احسان سر پر نہیں رکھتی تھی۔اگر کوئی اس کو تھپڑ مارتا تو اس کی ٹانگ توڑ کر آتی تھی۔لیکن جو بات آج رفیق صاحب نے کی تھی اس بات سے واقعی اس کا دل دکھا تھا۔یہ وہی رفیق صاحب تھے جب ایک دفعہ انہوں نے عید پر اپنے سب ہمسائیوں کی دعوت کی تھی،تو سب کے سامنے زخرف کی تعریف کرتے نہیں تھک رہے تھے۔اور اپنی بیٹی کو بھی بار بار کہتے تھے کہ وہ زخرف کی طرح سٹرونگ بنے؟

ارسم کھانا لے کر آیا تو وہ سوچ چکی تھی۔وہ کھانے کی ٹرے ایک طرف رکھ کر وہی کرسی پر بیٹھ گیا۔وہ ہر رنگ میں اچھی لگتی تھی لیکن پیلے رنگ میں اس پر سے نظر ہٹانا مشکل تھا۔اس نے اپنا دھیان بٹانے کے لیے ایک میگزین اٹھالیا اور اس کے صفحے پلٹانے لگا۔

زخرف کو نیند سے اس کے فون نے جگایا۔اس نے ایک نظر ارسم کو دیکھا جو ابھی تک وہی تھا اور اپنا فون پکڑ کر سکرین دیکھی تو اس پر عینک والا جن نام جگمگا رہا تھا۔

جب جمیل نے اسے نوکری سے نکالنے کی دھمکی دی تھی تو اس نے اسکا نمبر اسی نام سے سیو کر لیا تھا۔اس نے فون اٹھا کر کان سے لگایا۔

"جمیل، آئی سوئیر، ایک بہت بڑی ایمر جنسی۔۔۔"

"چھوڑو وہ سب، آج میں تمہیں ہر چیز کے لیے معاف کر سکتا ہوں۔"اس کی آواز سے لگتا تھا کہ وہ بہت خوش ہے۔

"ہیں؟"

"ہاں نا، تم یقین نہیں کرو گی۔ میں بہت دیر سے باس سے تمہاری بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور انہوں نے کل ڈیمو کے لیے تمہیں بلا لیا ہے۔ ہمارے اگلے کلائینٹس کو تم ہی پریزنٹیشن دینے والی ہو۔ مجھے پورا یقین ہے۔"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو جمیل؟"وہ اکسائیٹڈ سی ہو کر اٹھ کر بیٹھی۔ ارسم نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بلکل۔"

"مجھے یقین نہیں آرہا۔" اس نے ایک گہری سانس لی۔

"دیکھو زخرف مجھے تم پر بہت بھروسہ ہے، تم بہت آگے جاؤ گی۔ بے شک میں تمہیں ڈانٹتا ہوں لیکن جمیل ہی تم پر سب سے زیادہ بھروسہ کرتا ہے۔ اور تمہیں اس بھروسے کو کبھی نہیں توڑنا۔"

"میں کبھی نہیں توڑوں گی جمیل۔" پھر اچانک کچھ یاد آیا، اس نے ارسم کی طرف دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ فون کے سپیکر پر ہاتھ رکھ کر بلکل سرگوشی کرتے ہوئے بولی۔ "دراصل میں نے کل تم سے جھوٹ بولا تھا۔ ایذاوہ بسکٹ نہیں کھاتی۔ اسے تو بسکٹ پسند ہی نہیں ہیں، میری اس سے لڑائی ہوئی تھی اسی لیے میں نے جھوٹ بولا۔"

www.novelsclubb.com

"بس یہی تمہاری حرکتیں ہیں جو تمہیں کامیاب نہیں۔۔۔" وہ بولتا جارہا تھا لیکن زخرف نے کال کاٹ دی۔ پیچھے سرہانے کے ساتھ ٹیک لگالی۔ ارسم اٹھا اور کھانے کی ٹرے اسے پکڑائی۔

"میں چلتا ہوں، ڈرپ ختم ہو جائے گی تو تم گھر جاسکتی ہو۔"

"اوکے۔" لمحے بھر کو انکی نظریں ملیں اور پھر زخرف نے نظریں جھکا لیں۔ وہ سائڈ ٹیبل پر اسکا کارڈ رکھ کر باہر نکل گیا۔ وہ کئی لمحے اس دروازے کو دیکھتی رہی جہاں سے وہ گیا تھا۔

....

وہ ہسپتال سے سیدھا بلڈنگ آئی۔ پانچویں فلور پر پہنچ کر اس نے زور سے رفیق صاحب کا دروازہ بجایا۔ وہ ریٹائرڈ تھے اور وہ جانتی تھی کہ وہ اس وقت گھر ہی ہونگے۔ دروازہ انکی بیگم رخسانہ نے کھولا۔

www.novelsclubb.com

"انکل کہاں ہیں مجھے ان سے بات کرنی ہے۔"

"اندر ہی ہیں۔" وہ ایک دم بوکھلا گئیں جیسے اس کے یوں آنے کی توقع ہر گز نا ہو۔ وہ اندر آگئی۔ رفیق صاحب سامنے ہی کاوچ پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔ اسے دیکھ کر اخبار ایک طرف رکھ دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ کو کس نے اجازت دی کہ آپ مجھ سے ایسے بات کریں۔اور آپ ہوتے کون ہیں میری ذاتی زندگی پر سوال اٹھانے والے؟"اس کی ناک غصے سے لال ہو رہی تھی۔

"یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔"ان کی بیگم بولیں۔

"وہی طریقہ ہے جس طریقے سے انہوں نے مجھ سے بات کی تھی۔"

"ٹھیک ہے تسی سچے ہو تو بتاو،وہ کون ہے جو روز آدھی رات کو تواڈے گھر آتا ہے؟"رفیق صاحب پہلی دفعہ بولے۔

"افسوس ہے مجھے آپ لوگوں پر،ہمارا تو دین بھی ہمیں برا گمان کرنے سے منع کرتا ہے۔"

"دین کی بات نا ہی کرو تو بہتر ہے۔کبھی سر پر ڈوبٹہ تو لیا نہیں۔"وہ نفرت سے بولے۔زخرف نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"یونو واٹ میں آپ کو کوئی صفائی پیش نہیں کروں گی۔اور ہاں۔" انگلی اٹھا کو بولی۔

"آئیندہ کے بعد میرے گھر پر ایک مرد آئے یا پانچ مرد، اگر آپ نے دوبارہ میرا راستہ روک کر ایسی بات کی تو میں آپ سے بہت برے طریقے سے پیش آوں گی۔" کہہ کر وہ باہر نکل گئی۔

....

وہ صوفے پر اوپر پیر کیے بیٹھی تھی۔یوسف اور ایزا اس کے ساتھ ہی بیٹھے تھے۔

"زخرف بیٹا تمہیں دھیان سے چلنا چاہیے۔" انہیں ایزا نے بتا دیا تھا کہ اسکا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔زخرف کو ایزا کو بتانے پر افسوس ہو رہا تھا۔

"بابا میں تو ٹھیک جا رہی تھی، وہی اندھا تھا جو سامنے آگیا۔" وہ جوس پی رہی تھی جو یوسف نے زبردستی اسے پینے کے لیے پکڑایا تھا۔

"تھا کون وہ، ایک دفعہ بتاو۔ ہاتھ پیر توڑ کر آوں گی اس کے۔ دوبارہ ڈرائیو کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔" ایذا جوش سے بولی۔

"تم زیادہ جذباتی نا ہو۔ اور ویسے بھی میں نے نہیں دیکھا تھا اسے۔"

"اور تم ہسپتال کیسے گئی؟" وہ کسی ڈیٹیکٹو کی طرح سوال پوچھا کرتی تھی۔

"ظاہر ہے اکیلے گئی تھی۔ اور کوئی اتنا بڑا ابھی ایکسیڈینٹ نہیں ہوا، آپ لوگ تو شروع ہی ہو گئے ہیں۔" بڑے آرام سے جھوٹ بولا۔ ویسے بھی وہ ان دونوں کے سامنے ارسم نام کا پینڈورا باکس نہیں کھولنا چاہتی تھی۔

"ویسے زی یہ رفیق صاحب کو کیا ہوا ہے؟" کچھ دیر بعد ایذا بولی۔ زخرف نے فورا ایذا کو دیکھا۔

"کیا ہوا ہے؟" دھڑکتے دل سے بولی۔ کیا انہوں نے ایذا سے بھی کچھ بولا ہے؟

"جب میں یہاں آ رہی تھی تو بڑے عجیب طریقے سے دیکھ رہے تھے مجھے اور تو اور مجھے دیکھ کر نعوذ بللہ بھی بولا انہوں نے۔" زخرف نے اس کی بات کا جواب نہیں

www.novelsclubb.com

دیا۔ وہ رفیق صاحب کی باتوں کو ذہن سے نکالنا چاہتی تھی۔ جب ایذا چلی گئی تو یوسف کچن میں آئے۔ وہ ایک ٹوٹ بیگ سے دودھ کی بوتلیں نکال کر فریج میں رکھ رہے تھے۔

"یہ دودھ فریج میں رکھ رہا ہوں۔ اب تم ڈبوں والا دودھ استعمال نہیں کرو گی۔ چائے یا کافی اسی سے بنانا اور ہاں رات کو بھی دودھ پینے کی عادت ڈالو۔" زخرف صوفے پر لیٹی تھی لہذا انہیں نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"آئندہ مت لائیے گا۔ میں اپنے لیے خود دودھ خرید سکتی ہوں۔" یوسف کے فریج میں بوتل کو رکھتے ہاتھ لمحے بھر کو رکے۔ ناجانے کیسے وہ اتنے تکلیف دہ الفاظ اتنے آرام سے بول دیتی تھی۔ وہ چل کر اس کے پاس آئے اور اس کے سامنے میز پر بیٹھے۔ زخرف نے ان کے جھریوں والے چہرے کو دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اپنے الفاظ سے انکو ہرٹ کر جاتی ہے۔

"میرا سب کچھ تمہارا ہے زخرف ایسے مت کہا کرو۔" زخرف نے انکا ہاتھ تھاما اور اسے سہلانے لگی۔

"میں جانتی ہوں آپ کو برا لگتا ہے۔ لیکن میں خود کو نہیں بدل سکتی۔ میں بہت چھوٹی تھی اس وقت سے اپنی تمام ضروریات خود پوری کرتی ہوں۔ مجھے عادت نہیں ہے کہ کوئی میرے لیے یہ سب کرے۔"

"قسمت نے تمہارا بچپن تم سے اور مجھ سے تو چھین لیا۔ لیکن کیا اب تم مجھے موقع نہیں دو گی کہ میں تمہارے لیے کچھ کروں۔"

"آپ کی بیٹی نے خود کے سہارے جینا سیکھ لیا ہے۔ پلیز بابا میں جیسی ہوں مجھے ویسی ہی رہنے دیں۔" یوسف نے نم آنکھوں سے سر ہلا دیا۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

جب وہ چلے گئے تو زخرف ایک لفافہ تھامے ٹیرس پر آئی۔ ارسم اپنے ٹیرس پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔ زخرف نے منڈیر پر آگے کو ہو کر لفافہ اس کی جانب بڑھایا۔ ارسم نے کنفیوز ہو کر لفافہ پکڑ لیا۔ لفافہ پکڑتے ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ اس میں پیسے ہیں۔

"یہ کیا ہے؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پانچ لاکھ ہیں۔ تم خود تو مجھے بتاؤ گے نہیں کہ تم نے ان کو کتنے پیسے دیے۔اس لیے مجھے اندازے سے ہی دینے پڑے۔"

"لیکن زخرف میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے ان پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اور میں نے بھی تم سے کہا تھا کہ مجھے کسی کا احسان لینے کی عادت نہیں ہے۔" کہہ کر وہ اندر چلی گئی۔ارسم نے اسے پیچھے سے پکارا لیکن وہ نہیں رکی۔ یہ پیسے اس نے اپنی سیونگس میں سے دیے تھے جو وہ اپنی نئی گاڑی کے لیے کر رہی تھی۔ یہ رقم دیتے ہوئے اسے تکلیف ہوئی تھی لیکن اس سے بھی زیادہ تکلیف اس بات کی ہوتی کہ کسی نے اس پر احسان کیا ہے۔

....

وہ اپنے کیبن میں کاغذوں میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔ جمیل تیز تیز چلتا اس کے قریب آیا اور گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"صرف آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے، تم تیار ہو نا؟"

"ہاں میں بلکل ریڈی ہوں۔" زخرف سر اٹھا کر بولی۔ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی پہلی امپلائی تھی جو باس کے سامنے جا کر پریزینٹیشن دینے والی تھی۔

"اینڈ نو بلنڈرز۔" انگلی اٹھا کر بولا۔ جمیل کو ہر چیز بلکل پرفیکٹ چاہیے تھی۔ اگر باس کو زخرف کی پریزینٹیشن پسند آگئی تو جمیل کا نام بھی روشن ہونا تھا۔ جمیل پھر سے گھڑی دیکھتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔ ایذا نے اسے دور تک جاتے دیکھا۔

"اس کی تو جیسے عید ہے آج۔" پھر زخرف کی جانب مڑی۔ "سوچو اگر تمہاری پریزینٹیشن باس کو پسند آگئی اور تمہیں پے ریز مل گیا تو۔ پھر تم مجھے ڈھیر ساری شاپنگ کرواوں گی۔ اپنا وعدہ یاد ہے نا تمہیں۔" بلی کو ابھی سے چھیچھڑوں کے خواب آنے لگے تھے۔

"تمہارے خواب میں وعدہ کیا تھا میں نے؟" وہ اٹھ کر کافی بنانے چلی گئی۔

وہ کافی بنا رہی تھی جب کوئی انجان چہرہ آکر اس کے ساتھ کھڑا ہوا۔

"ہائے۔" وہ اس کے پاس کھڑا ہو کر اس سے مخاطب ہوا۔ زخرف نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا، شاید وہ کوئی سینئیر تھا۔

"کیا میں آپ کو جانتی ہوں؟" مگ میں آدھا چمچ چینی ڈالتے ہوئے بولی۔

"نہیں۔ لیکن میں آپ کو آج جان گیا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"جی؟"

"دراصل میں احسن ہوں سینئیر ڈیپارٹمنٹ سے۔ دو سال سے باس کے ساتھ میٹنگز میں پریزینٹ کر رہا ہوں۔ مجھے جیسے ہی علم ہوا کہ جونئیر ڈیپارٹمنٹ سے کوئی پریزنٹیشن دینے والا ہے تو یقین جانو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ خاص طور پر یہ جان کر کہ وہ ایک لڑکی ہے۔" وہ نرم تاثرات سے کہہ رہا تھا۔

"دیٹس سو سویٹ آف یو، احسن۔" وہ بھی مسکرا کر بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں بس تمہیں بیسٹ آف لک بولنے آیا تھا۔ تم نے گھبرانا بلکل بھی نہیں ہے۔ مجھے پوری امید ہے تم شاندار پریزینٹیشن دو گی اور اگر کسی مدد کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں۔" سر جھکانے کے انداز میں بولا۔

"تھینک یو احسن۔" وہ کافی کا گھونٹ بھرتے بولی۔ وہ مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھنے لگا جب زخرف نے کسی خیال کے تحت اسے آواز دی۔ وہ اس کی آواز پر مڑا۔

"وہ میں سوچ رہی تھی کہ تم نے تو بہت وقت گزارا ہے باس کے ساتھ، میری تو کبھی ان سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔"

"ہاں بلکل۔" وہ جیب میں ہاتھ ڈالے پھر سے اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

"تو تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ کیسے انسان ہیں اور میں ایسا کیا کروں کے انہیں میری پریزینٹیشن پسند آئے۔"

"ہمم، دیکھو زخرف وہ بے حد پروفیشنل انسان ہیں۔ انہیں ایسے لوگ پسند ہیں جو کام پہ دھیان دیں نا کہ فضول باتوں پہ۔ تم بس بولتے ہوئے اپنے ٹاپک سے ریلیونٹ رہنا۔ اور۔۔۔۔" وہ زرا رکا۔

"اور کیا؟" زخرف پورے دھیان سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"تمہیں بہت عجیب لگے گا یہ سن کر لیکن ان کی بہت عجیب سی ایک عادت ہے۔ دراصل انہیں ایسے لوگ نہیں پسند جو ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔ وہ اس کو اپنی ڈسریسپیکٹ سمجھتے ہیں۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔ آئی کانٹیکٹ تو کانفیڈینس کی پہلی نشانی ہوتا ہے۔" وہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"کیا کر سکتے ہیں۔ تم بس زیادہ ان کے ساتھ آئی کانٹیکٹ مت کرنا۔ باقی وہ نارمل انسان ہیں۔"

"اوکے، اور پھر سے شکریہ۔"

www.novelsclubb.com

"نو نیڈ۔" وہ مسکراتا وہاں سے چلا گیا۔

جب زخرف واپس ورکنگ ہال میں آئی تو جمیل وہی اس کے کیبن کے پاس کھڑا تھا۔

"کیا کر رہی ہو لڑکی، جلدی کرو صرف پانچ منٹ بچے ہیں۔" وہ ایک دم بوکھلا گئی۔ جمیل ایسے ہی ہڑبڑی مچادیا کرتا تھا۔

"اوکے بس یہ فائل لے لوں۔" وہ اپنے ٹیبل سے کاغذات سمیٹ کر ایک فائل میں ڈالنے لگی۔

"ویسے جمیل ایسے کاموں میں تم وہ شادیوں والے ماموں بن جاتے ہو جو لڑکیوں کو سکون سے میک اپ بھی نہیں کرنے دیتے اور جلدی مچادیتے ہیں۔" ایذا چپس کھاتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

"تم دادی اماں مت بنو۔" ایذا کو غصے سے بول کر زخرف کی جانب مڑا۔ "چل بھی پڑو، اگر باس ہم سے پہلے آگئے تو کتنا برا امپریشن پڑے گا۔" اور ساتھ ہی ٹیبل سے اسکا کافی کا مگ اٹھایا۔

"یہ کافی لفٹ میں پی لینا۔" جمیل آگے بڑھا تو وہ بھی اس کے پیچھے بھاگی۔ اس کے سامنے والے کیبن سے زوہا زور سے "بیسٹ آف لک زی" بولی تو اس نے اس کی جانب ایک مسکراہٹ اچھال دی۔ ایذا بھی پیچھے سے اونچی آواز میں بولی۔

"زی، باس کو جمیل کی ہم پر کی ہوئی ساری زیادتیوں کی شکایت لگا کر آنا۔"

وہ میٹینگ روم کے باہر پہنچے تو جمیل نے دروازے سے ہلکا سا سر اندر کر کے جھانکا تو ایک دم بوکھلا گیا۔

"کہا بھی تھا تم سے جلدی کرو، باس آ بھی چکے ہیں۔ یہ کافی کا مگ یہی نیچے رکھ دو۔" اس نے زخرف کے ہاتھ سے مگ پکڑ کر وہی نیچے رکھ دیا جس میں ابھی آدھی کافی بچی تھی۔ خود نروس سا ہو کر اپنے بال ٹھیک کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"میں باس سے پہلی دفعہ مل رہی ہوں جمیل لیکن میری جگہ تم نروس ہو رہے ہو۔"

"چلو جلدی۔" جمیل دروازہ کھول کر اندر بڑھ گیا۔

وہ جمیل کے پیچھے داخل ہوئی تو اندر بہت بڑی سفید رنگ کی میز تھی جس کے اردگرد تیس پینتیس کرسیاں لگی تھیں۔ نعمان یلغاری جو کہ انکا تیس بتیس سالہ باس تھا، سربراہی کرسی پر بیٹھا اپنے فون پر کچھ پڑھ رہا تھا۔ جمیل نے گلا کھنکارا تو اس نے سر اٹھایا۔

"سر یہ زخرف انعام اللہ ہے، جس کے بارے میں میں نے آپ کو بتایا تھا۔" وہ جمیل جو ان لوگوں کے بیچ گردن اکڑا کر چلا کرتا تھا آج اس کی گردن دو انچ جھکی ہوئی تھی۔

"کیسی ہیں آپ مس زخرف، بہت تعریفیں سنی ہیں آپ کی جمیل سے۔" زخرف نے مسکرا کر جمیل کو دیکھا۔ پہلی دفعہ اسے جمیل پر پیار آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں بلکل ٹھیک ہوں سر۔"

"مجھے پوری امید ہے آپ اپنے نام کے بلکل برعکس پرفارم کریں گی۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"جی؟"

"ویسے ان باتوں کو ماننا تو نہیں چاہیے لیکن زخرف نام کو بدقسمتی سے جوڑا جاتا ہے۔ جب سے یوسف مرجان نے اپنی بیٹی کو کھویا ہے لوگ اس نام کو رکھنے سے ڈرتے ہیں۔" وہ عام سے انداز میں تبصرہ کر رہا تھا۔اس بات سے اسکی بھوری آنکھوں میں ایک اداسی سی آگئی۔

www.novelsclubb.com

"میں ان باتوں کو نہیں مانتی سر۔"

"گڈ۔"

وہ جمیل کے ساتھ ٹیبل کی دوسری جانب آگئی۔ جمیل نے ایک مائیک اس کے لیے آن کیا اور پھر سے دوسری جانب آکر نعمان یلغاری کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو سن رہے تھے۔

....

نعمان یلغاری اور جمیل پہلے کمرے سے باہر نکلے تھے۔ ان کے نکلنے کے چند منٹ بعد زخرف باہر آئی۔ میٹنگ روم کے باہر سینئیر لڑکوں کا گروپ کھڑا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ وہ زخرف کے نکلنے کا ہی انتظار کر رہے ہوں۔ وہ اپنی آنکھوں کے کناروں کو ٹشو سے صاف کرتی باہر آئی تو وہ سب ایک دم ہنس پڑے۔ زخرف کا چہرہ دیکھ کر کوئی بھی کہہ سکتا تھا کہ اسے ریجیکٹ کر دیا گیا ہے۔ وہ یونہی چلتی ان تک آئی۔ ان سب لڑکوں کے بیچ احسن بھی کھڑا تھا۔

"لگتا ہے کسی کا دل ٹوٹ گیا ہے یا پھر سپنا۔" وہ بولا تو سب لڑکے پھر سے ہنس پڑے۔ زخرف غصے سے احسن کو دیکھ رہی تھی۔

"تم نے اچھا نہیں کیا مجھے غلط گائیڈ کر کے۔" بولتے ہوئے وہ بلکل روہانسی ہو گئی۔

سب پھر سے ہنس پڑے۔

"یہ لو۔" ہاتھ میں پکڑا ٹشو اس کی جانب بڑھایا۔ "اب تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی۔"

"کیوں اب تم مجھے رولانے والی ہو کیا۔" احسن نے شیطانی دانت نکالتے ہوئے اس سے ٹشوں پکڑ لیا۔

"روگے تو تم بلکل۔ اور ہاں ایک نیا کورین سیزن آیا ہے، گھر جا کر ڈاونلوڈ کر لینا۔ کیونکہ اب ٹائم تو پاس کرنا ہی ہو گا نا کسی طرح۔ اگلی پریزینٹیشن جو میں دینے والی ہوں۔" اپنے غائبانہ آنسوں صاف کیے اور ایک ادا سے چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

ان سب کی ہنسی کو ایک دم بریک لگی۔ احسن نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ٹشوں کو دیکھا، اس پر کچھ لال لال سا تھا۔ اس نے ٹشو کو کھولا تو اس پر بڑا سا لال لپ سٹک سے 'ایڈیٹ' لکھا ہوا تھا۔ اس نے زور سے ٹشوں زمین پر پٹخ دیا۔

وہ اور جمیل لفٹ میں تھے۔ جمیل کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔

"آج تم نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ مجھے لگ رہا ہے جیسے میری اولاد کامیاب ہو گئی ہو۔"

"جھوٹ مت بولو، تمہیں زیادہ خوشی میرے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے ہے۔" وہ لفٹ کے شیشے میں دیکھتی لال لپ سٹک لگا رہی تھی۔ جمیل نے اس کی بات کو نظر انداز کیا۔

"جانتی ہو باس کو تم میں سب سے زیادہ کیا اچھا لگا؟ تمہارا کانفیڈینس۔ وہ ہمیشہ ایسے امپلائز سے امپریس ہوتے ہیں جو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا جانتے ہوں۔ اور جانتی ہو وہ کہہ رہے تھے کہ اس لڑکی میں بہت پوٹینشل ہے۔ یہ باتوں سے زیادہ اپنی آنکھوں سے ڈیل کرنا جانتی ہے۔" جمیل فخر سے بولتا جا رہا تھا۔ زخرف لفٹ کے دروازے میں اپنا عکس دیکھ کر مسکرائی۔

"جانتی ہوں میں۔"

... .

وہ ٹیبل ٹینس کلب تھا جو کہ کھلے آسمان تلے بنا تھا۔ وہاں کئی ٹینس ٹیبل پڑے تھے جن کے ارد گرد لوگ کھڑے ریکٹس سے بال ایک دوسرے کی جانب اچھال رہے تھے۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو ایم جی اسے دور ایک ٹیبل کے اوپر بیٹھا نظر آیا۔ وہ دور سے ہی اسے دیکھ کر چلائی۔

"آج تم ہارنے والے ہو کیونکہ زخرف نے ڈیسائیڈ کر لیا ہے کہ آج کے بعد وہ صرف جیتے گی۔" کئی لوگوں نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ بے نیاز سی چلتی ایم جی کی میز تک آئی۔ اس نے ٹیبل سے اتر کر ایک ریکٹ زخرف کی جانب اچھالا جسے زخرف نے کیچ کر لیا۔

"خیریت ہے بہت خوش لگ رہی ہو۔" وہ چلتا ہوا ٹیبل کی دوسری جانب آ گیا۔

"ہاں بلکل، لڑکوں کے پورے گروپ کو پاگل بنا کر آ رہی ہوں۔ بیچارے کسی کونے میں بیٹھ کر رو رہے ہوں گے۔" وہ ان کی اڑی ہوئی شکلیں یاد کر کے ایک دم ہنسی۔ ایم جی نے مسکراتے ہوئے بغور اسکا چہرہ دیکھا۔ اس نے لال لپ سٹک لگا رکھی تھی۔ اسے یاد تھا وہ لال لپ سٹک اس وقت لگاتی تھی جب وہ کسی شیطانی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مشن پر ہوتی تھی۔ وہ اپنے خیال پر ایک دم ہنس پڑا، گالوں میں گہرے گڑھے نمایاں ہوئے۔

"تمہیں لوگوں کو پاگل بنا کر کیا ملتا ہے؟" اس نے بال ہوا میں اچھالی اور راکٹ سے اس پر ضرب لگا کر زخرف کی جانب پھینکی۔

"بس اپنے دل کی بھڑاس نکالتی ہوں جیسے بھی نکل جائے۔" زخرف نے گیند پر جوابی وار کیا اور ایم جی کی جانب پھینکی۔

"اگر کبھی کسی نے تمہیں پاگل بنا دیا تو؟"

"پاگل؟ اور وہ بھی زخرف کو؟ لگتا ہے تم اپنی استاد کی دماغی صلاحیتوں کو بھول چکے ہو۔" بال نیٹ میں پھنس گئی تو زخرف آگے بڑھ کر نیٹ سے بال نکالنے لگی۔

"بلکل میں کیسے بھول سکتا ہوں۔"

"لیکن مجھے ایک بات کا بہت افسوس ہے۔" وہ بال لے کر اپنی جگہ پر آئی اور ایم جی کی جانب پھینکی۔

"وہ کیا؟"

"میری شاگردی میں ایک عرصہ گزار کر بھی تم میری طرح ہوشیار نہیں بنے۔ تم یقین جانو تم جتنے معصوم ہونا تمہیں کوئی بھی بیچ کر کھا جائے۔" گیند ایم جی کی جانب آئی لیکن اس نے ہٹ نہیں کیا۔ بلکہ ریکٹ ٹیبل پر اچھال کر اس کی جانب آگیا۔

"کیا ہوا؟"

"تمہیں کبھی محبت ہوئی ہے زخرف؟" وہ بلکل سنجیدگی سے بولا۔ وہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر ایک دم ہنس پڑی۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں ایم جی۔"

"ایک سادہ سا سوال پوچھا ہے میں نے۔" زخرف نے اسکا چہرہ دیکھا، ایم جی اس سے اتنے پرسنل سوال کرتے ہمیشہ ڈرا کرتا تھا۔ لیکن آج وہ یہ سب پوچھتے کافی سنجیدہ تھا۔ زخرف بھی آج برا منانے کے موڈ میں نہیں تھی۔ وہ ٹیبل کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"بس ایسے ہی۔"

"تم یہ سوال ہی غلط انسان سے پوچھ رہے ہو۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ محبت میں اعتبار کیا جاتا ہے اور زخرف کو اعتبار کرنا نہیں آتا۔" وہ سامنے آسمان کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔ آسمان پر بھی اس کے لبوں کی طرح سرخی چھائی تھی۔ سورج ڈوبنے کے قریب تھا۔

"اور اگر پھر بھی تمہیں محبت ہو گئی تو کیا کرو گی؟" وہ اس کے پاس ٹیبل کے ساتھ کھڑا آسمان کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"تو میں کیا کرونگی؟" وہ ایک انگلی اپنی گال پر رکھ کر سوچنے کی ایکٹینگ کرنے لگی۔
"تو میں کچھ نہیں کرونگی ایم جی۔ کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ مجھے کبھی محبت ہو گی۔
زخرف کو بخار ہو سکتا ہے، ڈپریشن ہو سکتا ہے لیکن محبت، کبھی نہیں۔ ایسی چیزیں

مجھے نہیں ہوتی۔"ایم جی نے سر جھٹکا۔وہ کبھی بھی سیدھی طرح جواب نہیں دیتی تھی۔

"ویسے تم کیوں اتنا محبت کررہے ہو۔کہیں تمہیں تو محبت نہیں ہوگئی۔"

"جس سے محبت ہے اسے بتانے سے ڈر لگتا ہے۔"اتنا دھیرے سے بولا کہ شاید اس کے اپنے کانوں نے بھی بمشکل سنا ہو۔"نہیں میں تو ایسے ہی ایک بات کررہا تھا۔تم بتاو کس کو پاگل بنا کر آرہی ہو؟"

"تھا کوئی ایڈیٹ۔اب دیکھو،اگر کوئی دو سال سے کمپنی کے پروجیکٹس میں پریزینٹ کررہا ہو اور اس کو بتایا جائے کہ اب اس کی کوئی جونئیر اس کی جگہ پریزینٹ کرے گی تو کیا وہ جا کر خوشی خوشی اس کو بیسٹ آف لک بولے گا؟کیا ایسے شخص کی باتوں کو آپ سیرئیس لے سکتے ہیں؟"

"بلکل بھی نہیں۔اور ویسے بھی زخرف کو کونسا لوگوں پر اعتبار کرنا آتا ہے۔"اس کی بات پر وہ ہنس دی۔اس نے فون سامنے کرکے وقت دیکھا اور میز سے اتری۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے ایم جی، اب مجھے گھر جانا ہے، پھر ملیں گے۔" اتنا کہہ وہ آگے بڑھنے لگی پھر ایک دم کچھ یاد آنے پر رکی۔

"میرا ابھی دماغ کتنا خراب ہے۔ جس کام کے لیے آئی تھی وہ تو ذہن سے ہی نکل گیا۔ تم نے مجھ سے ضروری بات کرنی تھی نا؟ کہو۔"

"پتہ نہیں، بھول گیا کیا کہنا تھا۔۔۔" معصومیت سے اپنے بال چھیڑتے ہوئے بولا۔ زخرف نے سر جھٹکا۔

"تم بلکل پاگل ہو۔" وہ سامنے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔ ایم جی اداسی سے اسے جاتے دیکھتا رہا۔

www.novelsclubb.com

••••••••••••••••••••••••

وہ بڑے اچھے موڈ کے ساتھ گھر آئی تھی، لیکن یوسف نے آتے ہی اسکا سارا موڈ خراب کر دیا تھا۔

"وہ گھر تمہارا ہے زخرف، آخر تم کب تک یہ سب کرتی رہو گی۔" وہ لاونج میں صوفے کے کنارے کھڑے تھے اور زخرف دوسری جانب۔ ایذا نیچ میں کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی۔ چائے بناتے ہوئے کبھی وہ یوسف کو دیکھتی تو کبھی زخرف کو۔

"میں نے کہا نا میں وہاں نہیں آوں گی۔" وہ بلکل بے رحمانہ انداز میں بولی۔ یوسف نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"جانتی ہو کتنے سال انتظار کیا ہے میں نے۔ تیئس سال۔" ان کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"میں پھر بھی یہی کہوں گی کہ میں نہیں آوں گی۔ میرا گھر یہی ہے جسے میں نے اپنی محنت سے بنایا ہے۔ یہاں آپ مجھ سے سو دفعہ ملنے آجائیں۔"

"باپ کے سامنے اولاد کی کونسی خوداری ہوتی ہے زخرف۔ اور ویسے بھی بوڑھا ہو گیا ہوں میں۔ کیا چاہتی ہو اپنی حسرت کے ساتھ ہی مر جاوں؟"

"اللہ نا کرے کے بی، مریں آپ کے دشمن۔اور ہاں بوڑھے بلکل بھی نہیں ہیں آپ۔" ایذا نے ماحول کو بہتر کرنے کی کوشش کی لیکن وہ دونوں اس کی جانب متوجہ نہیں تھے۔

"ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی، میں ایک مجبور انسان ہوں کر بھی کیا سکتا ہوں۔" انہوں نے ڈائینگ ٹیبل سے اپنی کیپ اور ماسک اٹھایا اور دروازہ کھول کر باہر چلے گئے۔ایذا جو کہ تیسرے کپ میں چائے ڈال رہی تھی اس نے انہیں افسوس سے جاتے دیکھا۔

"ویسے زی کیا ہو جائے گا اگر تم صرف ایک سنڈے گزارنے اپنے گھر چلی جاو گی۔" ایذا دو کپ اٹھائے صوفے کی جانب آئی جہاں زخرف بیٹھ چکی تھی۔

"میرا گھر یہ ہے۔" اس نے ایذا سے چائے کا مگ تھام لیا۔

"اپنے باپ کے لیے اپنی انا کچل دو گی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" ایذا بھی اپنا مگ پکڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"انا؟" زخرف نے تکلیف سے اسے دیکھا۔ "تم لوگ مجھے کبھی نہیں سمجھ سکتے۔"

"میں جانتی ہوں زی، تمہیں یہی ڈر ہے نا کہ لوگوں کے سامنے حقیقت کھل جائے گی کہ تم کون ہو۔ تو کھلنے دو۔ کیا تم یوسف مرجان خان کی بیٹی نہیں ہو؟ اپنی پہچان کو اپنانے میں کیسی عار؟"

"مجھے اس چیز سے خوف نہیں آتا ایذا کہ لوگ یہ جان جائیں گے کہ میں یوسف مرجان کی بیٹی ہوں۔ بلکہ مجھے اس چیز سے خوف آتا ہے کہ لوگ میرے ماضی کو ٹٹولیں گے۔ میڈیا پر میرے ماضی کو لے کر پروگرام کیے جائیں گے۔ لوگ ہر جگہ ڈسکس کریں گے کہ زخرف کو بچپن سے ابیوز کیا گیا ہے، زخرف ٹراما کی مریضہ ہے۔ سب لوگ آنسوں بہائیں گے اور مجھ پر ترس کھائیں گے ایذا۔ مجھے زہر لگتا ہے ایذا جب لوگ مجھ پر ترس کھاتے ہیں۔" اس نے چائے زور سے ٹیبل پر پٹخ دی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ ایذا نے اسکا ہاتھ دبایا۔

www.novelsclubb.com

"تم اتنا مت سوچا کرو زی۔" اس نے زور سے ایذا کا ہاتھ جھٹک دیا۔ ایذا نے تینوں کپ کی چائے واپس کیتلی میں انڈیل دی اور وہاں سے چلی گئی۔ شاید آج کی چائے کسی کی قسمت میں نہیں تھی۔

....

مرجان ہاوس کے مین گیٹ سے گھر کو جاتی راہداریوں میں ہلکی سی بتیاں جگی تھیں۔ ایک دو ملازم ادھر ادھر چکر لگاتے دکھائی دیتے تھے۔ وہ گھر کے اندر داخل ہوئے تو پورا گھر اندھیرے میں گھرا تھا۔ صرف لاونج میں ایک ہلکی سی لیمپ کی روشنی موجود تھی۔ وہی صوفے پر کوئی ٹانگے اوپر کیے بیٹھا تھا۔

"آپا آپ؟" وہ لاونج کی جانب بڑھتے ہوئے بولے۔ آپا فصیحہ جو کہ بیٹھے بیٹھے نیند میں جھول رہی تھیں یوسف کی آواز سے سیدھی ہوئیں۔

"آگئے تم۔" انہوں نے ٹانگیں صوفے سے اتار کر جوتا پہنا اور اٹھ کر یوسف کے گلے لگیں۔

"آپ اس وقت یہاں خیریت تو ہے؟"

"ہاں بھئی، زوہیب تو گیا ہے دوستوں کے ساتھ گھومنے اور بچیاں آج شام اپنی خالہ کی طرف چلی گئیں تھیں رات رہنے۔ میں گھر میں اکیلی تھی تو سوچا میں بھی اپنے بھائی کے پاس چلی جاوں۔ وہ بھی تو اکیلا ہی ہوتا ہے۔ تنہائی تو کاٹ کھاتی ہے قسم سے۔" وہ پھر سے صوفے پر بیٹھ گئیں تو یوسف بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئے۔

"یہ تو آپ نے اچھا کیا کہ آپ یہاں آ گئیں۔"

"تم بتاو، تم کہاں غائب تھے۔ ملازموں سے میں نے پوچھا تو کسی نے سیدھے منہ جواب ہی نہیں دیا۔ یہاں صوفے پر بیٹھ کر انتظار کرتے کرتے میری تو کمر اکڑ گئی۔" وہ بغور یوسف کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔

"بس آپا دوستوں کے پاس بیٹھا تھا پتہ ہی نہیں چلا کب اتنا وقت گزر گیا۔"

"عمر گزر گئی یوسف لیکن تمہیں جھوٹ بولنا نا آیا۔ ویسے تو تم جھوٹ بولتے نہیں ہو اور اگر کبھی کوئی ناکام کوشش کر بھی لو تو چہرہ چیخ چیخ کر بتا دیتا ہے۔" یوسف ان کی بات پر جھینپ کر ہنس دیے۔

"کہیں شادی تو نہیں کر لی تم نے چھپ کر۔" وہ گہری نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

"خدا کا خوف کریں آپا، یہ عمر ہے میری شادی کی۔" وہ ایک دم خفا ہو کر بولے۔

"بھئی عمر کا کیا ہے۔ خوبرو جوان ہو اس عمر میں بھی۔ ابھی مان جاو شادی کے لیے تو عورتیں تو کیا لڑکیوں کی لائینیں لگ جائیں۔"

www.novelsclubb.com

"حد ہے آپا، یہ سب چھوڑیں مجھے بتائیں کہ آپ نے کچھ کھایا ہے کہ نہیں؟"

"کہاں ابھی، تمہارا انتظار کر رہی تھی میں۔" یوسف اٹھے اور گھر کی بتیاں جلانے لگے اور ساتھ ہی ملازمہ کو آواز دینے لگے۔ فصیحہ آپا نے مڑ کر لاونج کی دیوار پر اس بڑی سی لگی تصویر کو دیکھا۔ جس میں یوسف، ایما اور زخرف تھے۔

"ویسے تمہارے گھر میں بھی آکر دل ہو ہوک سی پڑتی ہے۔ ہر جگہ ویرانہ سا ہے۔ اگر آج ہماری زخرف زندہ ہوتی تو اس گھر میں بھی رونقیں ہوتیں۔"

"میں نے آپ سے کتنی دفعہ کہا ہے آپا میری زخرف کے بارے میں ایسا نا بولا کریں۔ مجھے پوری امید ہے وہ زندہ ہو گی اور بہت اچھی زندگی گزار رہی ہو گی۔" وہ تیزی سے بولے۔

"میں تمہاری تکلیف سمجھ سکتی ہوں یوسف۔ برسوں سے اسی آس پر بیٹھے ہو کہ ایک دن تمہاری بیٹی لوٹ آئے گی۔ سمجھ نہیں آتی کہ تمہیں دلاسہ دیں تو بھی کیسے۔ قدرت نے بھی اچھی انہونی کی۔" وہ ہونٹوں پر ڈوبٹہ رکھے رنجیدہ لہجے میں بولی جا رہی تھیں۔ یوسف نے انہیں افسوس سے دیکھا۔

"جو لوگ اپنے رب سے امید رکھتے ہیں نا آپا، رب انہیں کبھی مایوس نہیں کرتا اور یاد رکھیں دعائیں انہی لوگوں کی پوری ہوتی ہیں جن کے دلوں میں امید ہو، جن کو یقین ہو۔ ایسے لوگوں کی نہیں جن کے دل میں شک ہو۔" انہوں نے یوسف کی بات ان سنی کر دی۔ اس کی ایسی گہری باتیں انہیں کم ہی سمجھ آیا کرتی تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

....

زخرف ٹیرس پر آئی تو ارسم ریلنگ کے ساتھ کھڑا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ اسکی آواز اتنی مدھم تھی کہ زخرف کو کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ ریلنگ کے ساتھ کھڑی نیچے رونق دار سڑک کو دیکھنے لگی۔ ارسم فون رکھ کر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"ویسے میں نے نوٹس کیا ہے یا تو تم کسی کو پریشان کرنے کے مشن پہ ہوتی ہو یاں تمہارے چہرے پر بارہ بجے ہوتے ہیں۔ بس یہی دو موڈ ہوتے ہیں تمہارے۔"

"اگر میں یہاں سے کود گئی تو تم کیا کرو گے؟" وہ مکمل سر جھکائے نیچے سڑک کو دیکھتی بولی۔ ارسم نے نظر جھکا کر گہرائی دیکھی۔

"تمہارے جنازے میں شرکت کروں گا۔" اطمینان سے بولا۔ زخرف نے سر اٹھا کر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تو تمہیں کیا لگتا ہے، اتنا دماغ خراب ہے میرا کہ تمہارے پیچھے یہاں سے بھی کود جاوں گا۔"

"دماغ خراب تھا تو وہاں بچانے آئے تھے نا۔"

"یار کیا لڑکی ہو تم، قسم سے تمہیں دوبارہ کبھی مصیبت میں دیکھ کر بچانے نہیں آوں گا۔" اب کی بار وہ بھی بار بار اس کے منہ سے ایک ہی چیز سن کر تنگ آ گیا تھا۔

"اگر میری جگہ آنٹی بلقیس ہوتیں تو ان کو بھی بچانے جاتے۔" وہ اس کی بات کو نظر انداز کر کے بلکل سنجیدہ لہجے میں بولی۔

"زخرف تمہیں پتہ ہے جب تم ایسی باتیں کرتی ہو تو میرا بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے۔ مجھے حیرت ہے لوگ تمہیں کیسے برداشت کرتے ہیں۔" وہ سر جھٹک کر بولا۔

زخرف پھر سے ریلنگ پر آگے کو لٹک گئی یوں کہ اسکے بال بھی نیچے کو گر رہے تھے۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو، مجھے برداشت کرنا آسان نہیں ہے۔ شاید میں ہی اکیلی بری لڑکی بہت سارے اچھے لوگوں میں پیدا ہو گئی ہوں۔" ارسم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اسکے چہرے کے آگے بال تھے، لہذا وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ لیکن وہ اس کے لہجے کی اداسی بھانپ سکتا تھا۔

"تم ٹھیک تو ہو زخرف، میں نے مذاق کیا ہے۔" وہ تھوڑا آگے بڑھا۔

"نہیں تم بلکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔" وہ مزید آگے کو سرکی۔

"کیا کر رہی ہو پیچھے ہٹو یہاں سے۔"

"کیوں پیچھے ہٹوں۔ تم میرے جنازے میں شرکت کرنا اور۔۔۔" اس کے الفاظ منہ میں تھے کہ ارسم نے اسے بازوں سے پکڑ کر پیچھے کو دھکا دیا۔

"تمہارے لیے یہ سب مذاق ہے کیا؟" وہ ان دونوں کے بیچ حائل منڈیر کے ساتھ کھڑا سختی سے بولا۔ زخرف جو کہ اس کے دھکے سے کچھ قدم پیچھے ہٹ گئی تھی،

چلتی ہوئی اس کے قریب آئی اور اسے زور سے دھکا دیا اور اگلے الفاظ حلق کے بل چلاتے ہوئے بولی۔

"مذاق تو تم نے میری زندگی کو بنا دیا ہے۔ کیوں تمہیں میری اتنی پرواہ ہوتی ہے، کیوں تم مجھے بچانے آئے, کیوں تم اس دن مجھے ہسپتال لے کر گئے، کیوں تم میری زندگی میں آئے ہو، کیوں تم سے بات کرتے ہوئے میں سب کچھ بھول جاتی ہوں۔ آخر چاہتے کیا ہو تم؟" ابلتے ہوئے آنسوں آنکھوں سے نکل کر گالوں کو دہکانے لگے تھے۔ ارسم خاموش کھڑا افسوس سے اسے دیکھتا رہا تھا۔

"میری زندگی میں ساری مشکلوں کی وجہ تم ہو، آج میری میرے بابا سے لڑائی ہوئی اس کے بھی قصوروار تم ہو۔ تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم میری بلڈنگ میں رہو۔ آخر تم چلے کیوں نہیں جاتے یہاں سے۔" وہ زور سے ٹیرس کا دروازہ بند کر کے اندر چلی گئی۔ کچن میں آکر اس نے جلدی جلدی کچھ دوائیاں پھانکی اور گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے لگی۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ کیا کر کے آئی ہے اور ناہی اسے اس بارے سوچنا تھا۔ اس نے اپنے کمرے کے ساتھ والے لاکڈ

روم کو دیکھا۔وہ کمرہ جو ہر وقت لاک رہتا تھا۔وہ اس کمرے تک آئی۔اس کے ساتھ ہی استری سٹینڈ پڑا تھا۔اس نے جھک کر استری سٹینڈ کے نیچے ہاتھ کیا،جب ہاتھ باہر نکالا تو اس میں ایک چابی تھی۔اس نے کھڑے ہو کر چابی اس کمرے کے لاک میں گھسائی۔اس کمرے میں زخرف کا سب سے بڑا راز دفن تھا۔وہ راز جسے اس کے سوا کوئی نا جانتا تھا۔ایذا بھی نہیں۔وہ دروازہ کھول کر کمرے کے اندر داخل ہو گئی اور اندر سے کمرے کو لاک کر دیا۔

....

www.novelsclubb.com

جاری ہے۔۔۔